امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ اذکار ادب (تبصرہ کتاب)
■ زندگی مختصر ہے اس کو با مقصد بنایئے
■ وبائی امراض اور اسلامی تعلیمات
■ امت مسلمہ اور عالمی طاقتیں
■ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ
■ واقعۂ معراج؛ سیرت کا اہم باب
■ ملکی اور عالمی خبریں، طب وصحت، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 12 مورخہ ۲۷؍ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳؍ مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

نئی نسل کی تعلیم وتربیت کی فکر کیجئے

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ

دین کی دولت جو اللہ کے فضل سے ہم سبھوں کو ملی ہے، وہ بڑی قیمتی ہے اور اس کے قیمتی ہونے کا احساس جتنا ہمارے دلوں میں ہوگا، اس کی قدر دانی، اس کی حفاظت اور اس کو دوسروں تک پہونچانے کا جذبہ ہمارے اندر اتنا ہی مستحکم ہوگا، اس کو ایک مثال سے سمجھئے، اگر آپ دن بھر میں سو روپئے کماتے ہیں تو جیب میں رکھتے ہیں، ہزار، دو ہزار روپئے کماتے ہیں تو لاکر حفاظت سے یا تو اپنی بیوی کو دیتے ہیں، یا الماری میں بند کر کے رکھتے ہیں۔ چیزوں کی قیمت جتنی زیادہ ہوتی ہے، حفاظت کا معاملہ اتنا ہی اہم ہوتا ہے، ہیرا ہے، بچے کے ہاتھ میں دیدیجئے تو وہ سمجھے گا کہ شیشے کا ٹکڑا ہے، تھوڑی دیر اس سے کھیلے گا، پھر پھینک دے گا، لیکن کوئی جانکار ہے تو اس کی قدر کرے گا، اور حفاظت سے جیب میں یا الماری میں رکھ لے گا، تاکہ ضائع نہ ہو، اسی طرح ہیرا نکالنے میں بھی احتیاط برتے گا، تراشنے والا بھی بہت احتیاط سے کام لے گا، تاکہ تراشتے ہوئے، اس پہ کوئی غلط لکیر نہ آجائے، کوئی دھبہ نہ آجائے اور قیمتی ہیرا بے قیمت نہ ہوجائے۔

آپ نے کوہ نور کا نام سنا ہوگا، وہ بڑا قیمتی ہیرا ہے، یہ بادشاہوں کے تاج میں لگا ہوتا تھا، ابھی وہ استنبول کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے، کوہ نور کے چاروں طرف مخمل لگا ہوا ہے، اور بیچ میں وہ گھومتا رہتا ہے، سنا ہے آثار قدیمہ کے میوزیم میں جب کوئی جاتا ہے اور کوہ نور ہیرے کو دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ کوہ نور پر ٹکتی نہیں ہے، یہ کمال جہاں ہیرے کا ہے وہیں کمال اس کو پہاڑ سے نکالنے اور تراشنے والے کا بھی ہے، اگر کوہ نور کے نکالنے والے کے ہاتھ میں ذرا سی لغزش ہوتی، تراشتے وقت ذرا انگلی تیزی کے ساتھ چل جاتی، تو کوہ نور، کوہ نور نہیں بنتا، اس کی قیمت گر جاتی، دو ہزار چار ہزار اس کی قیمت ہوتی، لیکن جب تراشنے والے نے اس کو تراش خراش کر خوبصورت شکل دیدی تو ایسا شاندار چمکدار ہیرا بنا کہ پوری دنیا میں اس کی شہرت ہے۔

یقین مانئے کہ کوہ نور سے زیادہ آپ کا بچہ قیمتی ہے، آپ نہیں جانتے کہ اس کی کیا قیمت ہے، اللہ نے اس کے اندر کتنی صلاحیت رکھی ہے، باپ بھی نہیں جانتا، ماں بھی نہیں، دادا بھی نہیں، دادی بھی نہیں، ہر بچہ اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے، اگر اس کو تراشا جائے، جس طرح کوہ نور کو تراشا گیا، تو ہر چھوٹے سے گاؤں میں بھی بڑے بڑے عالم، زبردست قاری، دین کے خادم اور ڈاکٹر انجینئر پیدا ہوسکتے ہیں۔

آپ نہیں جانتے ہیں کہ جو بچہ آپ کے گھر میں ہے، آپ کا پوتا، آپ کا ناتی، آپ کا بیٹا، آپ کا بھتیجا، اس میں اللہ نے کتنی صلاحیت رکھی ہے، آپ ہرگز نہیں جانتے، اور آپ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، آپ اس کی ہنسی، اس کی مسکراہت اس کے پانے کی امنگ اور بچپن کی خواہشات سے اس کی صلاحیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ دل کے اندر کیا دھڑک رہا ہے، اس کے دل میں کتنی طاقت ہے، بچوں کی یہ نگاہیں جو دیکھ رہی ہیں، ان نگاہوں میں کتنا اثر ہے، اگر صحیح تربیت کی جائے گی، تو اس کے دل اور نگاہ میں کتنی طاقت آئے گی، اس کے دل اور دماغ میں جو صلاحیت اللہ نے رکھی ہے، اس کو صحیح طور پر آہستہ آہستہ آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، آپ اس کو آگے بڑھایئے، تاکہ وہ بچہ صرف آپ کے گھر کی آبرو نہ ہو، آپ کے ضلع اور صوبے ہی کی نہیں، بلکہ پورے ملک کی آبرو ہو، اور یہاں بسنے والے کا وہ محبوب بنے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی شناخت اللہ کے دربار میں ہو، اس لیے کہ سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ ہماری اور آپ کی پہچان کہیں اور ہو یا نہ ہو اللہ کے دربار میں ہوجائے۔

اولاد کی تربیت کے سلسلے میں ہمیں باغ کے مالی سے سبق حاصل کرنا چاہئے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ گلاب کا پودا لگانے کے بعد جب شاخ بڑھنے لگتی ہے تو باغ کا مالی مختلف شاخوں کو کبھی داہنے سے کاٹتا ہے، کبھی بائیں سے کاٹتا ہے، کبھی اوپر سے کاٹتا ہے، کبھی نیچے سے تراشتا ہے، تاکہ پودا صحت مند ہو، مستحکم ہو، اس کی جڑیں مضبوط ہوں، اور پھول زیادہ سے زیادہ بڑا اس پر آئے، اس پورے عمل کو دیکھ کر ایک نادان یہ کہہ سکتا ہے کہ ہرا بھرا پودا کو تراش خراش کر بڑھنے اور پھیلنے سے روکا جارہا ہے، لیکن سمجھدار انسان کہے گا کہ مالی صحیح کر رہا ہے، اگر اوپر سے کاٹ دے گا، تو جڑ مضبوط ہوگی اور جب جڑ مضبوط ہوگی تو پھول جاندار کھلے گا، مالی جانتا ہے کہ پودے کی مسکراہٹ وقتی اور اس کی خوبصورتی عارضی ہے، اگر اس مسکراہٹ اور خوبصورتی کو باقی رکھا گیا، تو پھول بھی کم ہوگا، اور جڑ بھی کمزور ہوگی، اور اسے تراشا گیا تو پھول بھی بڑھے گا، پودا بھی تندرست اور توانا رہے گا۔

ہمارے اور آپ کے بچے بھی پھول ہیں، اللہ کی دی ہوئی بڑی نعمت ہیں، خدا کا تحفہ اور اس کی نوازش ہیں، اگر ہم اور آپ بھی ان کی تراش خراش کریں گے، اور ان کی بہتر تعلیم وتربیت کا انتظام کریں گے، اور ان کی غلط عادتوں اور حرکتوں پر روک لگائیں گے تو آگے چل کر یہ بھی بڑا صحت مند گلاب کی طرح بنیں گے، جو چمن کی آبرو اور ہماری اچھی نیت کا بہتر ثمرہ ہوں گے، ان سے چمن میں خوشبو پھیلے گی، اور ان پر سب کی نگاہیں پڑیں گی، آپ کو نہیں معلوم کہ اس میں کون سا رنگ چھپا ہے، پیلا ہے، نیلا ہے، سفید ہے یا لال ہے، لیکن آپ محنت کریں گے تو اللہ محنت کا پھل ضرور دے گا، محنت کا پھل ہوگا، بہترین گلاب، مہکتا ہوا، خوشبو بکھیرتا ہوا، مسکراتا ہوا، چمن کی رونق اور زینت۔

آپ نے دیکھا ہوگا، فیکٹری میں کل پرزہ بنتا ہے، سب ایک طرز کا بنتا ہے، بیڑی بن رہی ہے، سب ایک طرز کی بن رہی ہے، کارخانہ میں کوئی مال بنتا ہے تو ایک سانچہ پر ڈھلتا چلا جاتا ہے، اس میں کوئی نیا پن نہیں، کوئی جدت نہیں، لیکن اللہ کی صنعت کا کمال یہ ہے کہ ہر انسان کے لیے الگ الگ سانچہ ہے، ہر انسان دست قدرت کا شاہکار ہے، ایک ماں باپ کی چند اولاد کو دیکھئے، شکل میں بھی فرق، رنگ میں بھی فرق، بولنے کے انداز میں بھی فرق، ہونٹوں کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک میں بھی فرق، اس لئے قدرت کے اس شاہکار کو جتنا سنبھال کر آگے بڑھایا جائے گا، اتنا ہی کامیاب انسان تیار ہوگا۔

اس لیے میرے بھائی، بڑے درد سے آپ سے یہ بات کہنی ہے کہ نئی نسل آپ کے سامنے کھڑی ہے، وہ قدرت کا آپ کے لیے بہترین تحفہ ہے، اس تحفہ کی قیمت کو سمجھئے، اور اس کے لیے بہترین تعلیم وتربیت کی فکر کیجئے، یہ نہ سمجھئے کہ یہ ہمارا بیٹا نہیں ہے، ہمارا پوتا نہیں ہے، ہمارا ناتی نہیں ہے، یہ دوسرے کی اولاد ہے، اس لیے ہم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے، ایسا نہیں سمجھنا چاہئے، ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ سماج کا ہر فرد ہمارے بچہ کے لیے دادا ہے، نانا ہے، چچا اور پھوپھا ہے، یہ سب ایمانی اور سماجی رشتے ہیں، اور اولاد کے لیے بڑوں کا حکم رکھتے ہیں اور جتنا مجھے کہنے کا حق ہے، اتنا ہی انہیں کہنے اور تنبیہ کرنے کا حق ہے۔

یہ سمجھنا کہ ہم باپ ہیں، ہم ہی خیر خواہ ہیں، باقی کسی کو ہمدردی نہیں ہے، غلط ہے، بچوں کے سلسلہ میں پورا سماج جواب دہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ میں ساری کہانی سمیٹ کر رکھدی۔ ''کلکم راع'' تم میں سے جو جہاں ہے نگراں ہے، چرواہا ہے، چرواہے کی کیا ذمہ داری ہے؟ اس کے پیچھے پیچھے جو بکریوں کا ریوڑ اور بھیڑ آتی ہے، اسے وہ سنبھالنے کے لیے جاتا ہے کہ کوئی بھٹکے نہیں، کوئی الگ نہ ہو، آپ بھی گاؤں کے ہر بچہ کے سلسلہ میں جواب دہ ہیں، آج کل عام طور پر والدین بیٹے کی محبت میں فوراً جھگڑا کر بیٹھتے ہیں، اپنے بچوں کی غلطی نہیں دیکھتے، دو بچوں میں لڑائی ہوئی نہیں پورے محلے میں جنگ برپا ہوجاتی ہے، یہ رجحان غلط ہے۔

میں نے اخبار میں پڑھا کہ یوپی میں ایک گھر کے اندر تین خون ہوگیے، معاملہ کیا تھا؟ کسی نے بچے کو ڈانٹ دیا، باپ غصے میں آ گیا، تم نے ہمارے بیٹے کو کیوں ڈانٹا؟ لاوارث سمجھ رکھا ہے؟ کوئی یتیم ہے؟ میں ابھی زندہ ہوں، اتنی سی بات پر لڑائی ہوگئی، اور تین لاشیں گر گئیں، بھلا بتایئے کہ یہ باپ عقلمند تھا یا بیوقوف؟ اگر کسی نے غلط بھی کہا تھا تو کنارے لے جاکر اسے سمجھانا چاہئے، مگر باپ وہیں بھڑ گیا اور تین جانوں کا نقصان ہوگیا، یاد رکھئے، تھوڑی سی طرفداری بچے کو تباہ وبرباد کر دیتی ہے، بچوں کو سمجھا سکیں، اور ان میں دین وایمان کی محبت پیدا کر سکیں اور انہیں اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کرداروں کی تعلیم دے سکیں، یہ ذہن ہمارا اور آپ کا بننا چاہئے۔ **(خطبات ولی: ۱۴۷)**

’’ نئی نسل آپ کے سامنے کھڑی ہے، وہ قدرت کا آپ کے لیے بہترین تحفہ ہے، اس تحفہ کی قیمت کو سمجھئے، اور اس کے لیے بہترین تعلیم وتربیت کی فکر کیجئے، یہ نہ سمجھئے کہ یہ ہمارا بیٹا نہیں ہے، ہمارا پوتا نہیں ہے، ہمارا ناتی نہیں ہے، یہ دوسرے کی اولاد ہے، اس لیے ہم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے، ایسا نہیں سمجھنا چاہئے، ہمیں یہ سمجھنا چاہئے، کہ سماج کا ہر فرد ہمارے بچہ کے لیے دادا ہے، نانا ہے، چچا اور پھوپھا ہے، یہ سب ایمانی اور سماجی رشتے ہیں، اور اولاد کے لیے بڑوں کا حکم رکھتے ہیں اور جتنا مجھے کہنے کا حق ہے، اتنا ہی انہیں کہنے اور تنبیہ کرنے کا حق ہے۔ ‘‘

بلا تبصرہ

''بی جے پی جس زمین پر کھڑی ہے وہ اندر سے کھوکھلی ہوتی جارہی ہے، ہمارے خیال میں اپوزیشن کا حوصلہ خواہ کتنا ہی پست کیوں نہ ہو، عوام نے خود ہی بی جے پی سے لڑنے اور اسے شکست دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔'' (روزنامہ انقلاب پٹنہ ۷؍ مارچ ۲۰۲۰ء)

جمہوریت میں احتساب

''ہمارے ملک کی جمہوریت نے اپنی عقل کا استعمال موقوف کر رکھا ہے، جمہوریت میں برسر اقتدار پارٹی کے نظریات اور اعمال کا مکمل احتساب ہونا چاہئے اور ضرورت پڑے تو علاج بھی۔'' (ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

حکمت ودانائی کی نعمت

ارشاد باری تعالیٰ ہے :اورہم نے لقمان کو حکمت ودانشمندی عطا کی تھی کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں اور جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بہت تعریف کے لائق ہیں۔(سورہ لقمان آیت ۱۲)

وضاحت:۔ حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے فطری حکمت ودانشمندی سے نوازا تھا، اس لئے ان کی حکیمانہ باتیں لوگوں میں مشہور تھیں، ان کے کلمات حکمت ودانائی کو سننے کے لئے لوگ دور دور سے جمع ہوتے تھے اوراس کو سن کر اپنے اندر فکری توانائی محسوس کرتے، علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا، تو انہوں نے فرمایا کہ چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس درجہ پر پہونچایا اگر تم بھی اختیار کرلو تو تمہیں بھی یہ مقام حاصل ہوجائے گا، اس کے بعد فرمایا کہ دیکھو اپنی نگاہ کو پست رکھنا اور زبان کو بند رکھنا، حلال روزی پر قناعت کرنا، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا، بات میں سچائی پر قائم رہنا، عہد کو پورا کرنا، مہمان کا اکرام کرنا، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور فضولیات سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا، اگر تم نے ان باتوں پر عمل کیا تو تم بھی صاحب حکمت بن جاؤ گے، حکمت کیا ہے؟ حکمت اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ایسی روشنی، بصیرت یا کیفیت ہے جس سے حسن وقبح اور خیر وشر دونوں پہلو اجاگر ہوجاتے ہیں، جس کا اظہار آدمی کے اقوال واعمال اور افعال سے ہونے لگتا ہے، پھر اس کی پوری زندگی حکمت وبصیرت سے لبریز ہوجاتی ہے، اس لئے اللہ نے فرمایا کہ جس کسی کو حکمت عطا ہوئی اسے تو خیر کثیر ہاتھ آگیا اور یہ نعمت جس کو مل گئی اس کی دنیا وآخرت سنور گئی، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تشریف فرما تھے، اللہ کے رسول نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور یہ دعا پڑھی اللھم علمہ الحکمۃ اے اللہ اسے حکمت ودانائی عطا فرما، اس دعاء کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سینہ کو حکمت ودانشمندی سے منور فرمادیا، آیت مذکورہ میں حکمت سے مراد دین کی سمجھداری ہے کہ ہردم اللہ سے ڈرتے رہنا اوراسی کے ذکر وفکر میں لگے رہنا اور ہر حال میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ بنے رہنا ہے، جب بندہ اپنے خالق ومالک کا شکر گذار ہوتا ہے تو اللہ اسے مزید دنیوی اوراخروی نعمتوں سے نوازتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے، اور سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی ہے، جس سے وہ محروم کردیا جاتا ہے، غور کیجئے کہ اللہ نے اپنے جن مقرب بندوں کو اس نعمت سے سرفراز کیا وہ درجات علیا پر فائز ہوئے اور آج ان کے شہ پارے دل ودماغ کو صحت پرور اور تسکین دینے والی غذا فراہم کرتی ہیں اوراس سے انسانوں کے اخلاق وکردار کو پروان چڑھانے میں مدد ملتی ہے اگر ہم بھی محرمات سے باز آجائیں تو اللہ ہمیں بھی ان نعمتوں سے بہرور فرمائے گا اور مقرب بندوں میں شمار فرمائے گا۔

تین حکیمانہ باتیں

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نجات کی کیا صورت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کو قابو میں رکھو، بے ضرورت اپنے گھروں سے نہ نکلو، اپنی غلطی پر رویا کرو۔(ترمذی شریف)

مطلب:۔ حدیث کے الفاظ بہت مختصر ہیں، لیکن معنی اور مطلب کے اعتبار سے اس میں بڑی وسعت وگہرائی ہے، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ کے یہاں نجات کی کیا صورت ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم ان تین باتوں پر عمل کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ تمہارے حساب وکتاب کو آسان فرمادیں گے، اور تمہاری نجات ہوجائے گی، پہلی بات یہ کہ زبان کو قابو میں رکھو، کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے، دل ودماغ میں پرورش پانے والے خیالات زبان کے ذریعہ ظاہر ہوجاتے ہیں پھر اس کی اچھائی اور برائی کے نتائج واثرات انسانی معاشرے پر پڑتے ہیں جب کوئی شخص نرم مزاج اور شیریں زبان ہوتا ہے تو اس سے لوگوں کی قربت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور انسانی سماج پر اس کے خوشگوار اثرات پڑتے ہیں، اور اگر کوئی تلخ کلامی کرتا ہے تو لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں اور بسا اوقات اس سے نفرت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے دنیا میں اکثر فتنہ وفساد اور بگاڑ بدزبانی اور تلخ کلامی سے شروع ہوتی ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں معاشرے میں بدامنی پھیلتی ہے اور جھگڑے ہونے لگتے ہیں جو کہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس شخص نے اپنے کو دو چیزوں کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگا، زبان کے شر سے اور شرمگاہ سے، اکثر دیکھا گیا کہ انہیں چیزوں سے معاشرہ میں بے راہ روی آتی ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قابو میں رکھنے کی تاکید فرمائی، دوسری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ ولسعیک بیتک اپنے گھروں میں بیٹھے رہو، بے ضرورت نہ نکلو، اس لئے کہ اللہ نے ہمیں جو زندگی کی نعمت عطا کی ہے ہم اس کی قدر کریں اوراس کو بامقصد بنانے کی جدوجہد کریں، بے مقصد زندگی جانوروں کی ہوتی ہے، لیکن اللہ نے انسانوں کو عبادت وریاضت کے لئے پیدا کیا اور بقدر ضرورت وکفاف کسب معاش کے لئے محنت ومزدوری کی تعلیم دی، اس لئے خواہ مخواہ گھر سے بے ضرورت باہر جانا اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا مومنانہ شان کے خلاف ہے، اگر وقت میں گنجائش ہے تو ان فارغ اوقات کو ذکر وتلاوت اور تسبیح وتہلیل میں لگائیں اور بے مقصد گھر سے باہر کا چکر نہ کاٹیں، تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ گناہوں سے بچتے رہیئے، اس لئے کہ یہ گناہ انگارے کی مانند ہے، انگارہ چھوٹا ہو یا بڑا، ہاتھ لگانے سے ہاتھ کو جلادیتا ہے، گناہ بھی نیکیوں کو ختم کردیتا ہے، علماء ومشائخ نے لکھا ہے کہ گناہوں کی نحوست بہت دور تک ہوتی ہے، گناہوں کی وجہ سے انسان کی قوت حافظہ کم ہوجاتی ہے، گنہگار انسانوں کی باتیں بے اثر ہوتی ہیں، اس کو ذلت ونکبت کا منہ دیکھنا پڑتا ہے، اس لئے اگر غیر شعوری طور پر کوئی لغزش ہوجائے تو فوراً توبہ واستغفار کیجئے، اللہ سے معافی مانگئے اور آئندہ اللہ سے گناہ سے بچنے کا عہد وپیمان کیجئے۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

مروجہ جہیز کا شرعی حکم:

کیا جہیز دینا سنت ہے، جہیز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض لوگ اس کو لعنت اور غیر اسلامی فعل قرار دیتے ہیں، جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حضرت فاطمہؓ کو چند چیزیں دی تھیں جن کی فہرست کتابوں میں موجود ہے، تو کیا مروجہ جہیز لعنت ہے یا مطلق جہیز لعنت اور غیر اسلامی فعل ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب ______ وباللّٰہ التوفیق

الفاظ کے معنی ہر دور اور زمانہ کے عرف کے اعتبار سے بدلتے رہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو گھر بسانے کے لیے چند سامان دیا واضح رہے کہ حضرت علیؓ کی پرورش بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کی تھی، نہ ان کے باپ تھے اور نہ ماں اور نہ کوئی گھر، جو کچھ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے بہرحال اس سامان کا نہ کوئی مطالبہ تھا نہ سماج میں کوئی ایسا دباؤ تھا کہ جو نہ دے وہ مطعون ومعتوب اور ذلیل ہو۔

موجودہ زمانہ میں جو مروج جہیز ہے وہ یا تو لڑکے والوں کے مطالبہ پر دیا جاتا ہے یا کبھی زبانی مطالبہ تو نہیں ہوتا لیکن رواج کی وجہ سے ذہنی دباؤ رہتا ہے اور نہیں دینے کی صورت میں وہ شخص سماج میں ذلیل ورسوا ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ چند ضروری سامان دے دینا کافی نہیں ہوتا بلکہ رواج کے مطابق روپیہ، ریڈیو، گھڑی، اعلیٰ درجہ کا فرنیچر وغیرہ وغیرہ دینا پڑتا ہے، اگر نہیں دیا جائے تو لڑکیاں جلائی جاتی ہیں، انہیں ایذاء پہونچائی جاتی ہے، ان کو قتل کیا جاتا ہے، اس طرح انہیں تلک کہیں، گھوڑا جوڑا، کہیں جہیز، کہیں سماج پر ایک زبردست لعنت بن کر مسلط ہے۔ اسے اسلام سے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں اور نہ اسلام اس طرح کی رسوم کو کبھی برداشت کرسکتا ہے۔ سرمایہ دار نمائش کے لیے اپنی بیٹیوں کو بہت کچھ دے کر دوسرے غریب لوگوں کو مصیبت میں ڈالتے ہیں اسلام نمائش کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ ان حالات میں جو جہیز مسنون ہے اس میں اور جو جہیز مروج ہے اس میں، صرف لفظ کا اشتراک ہے، حقیقت دونوں کی بالکل علیحدہ ہے۔ لہٰذا مروجہ جہیز کو سنت قرار دینا بالکل صحیح نہیں ہے بلکہ یہ قطعی طور پر ناجائز رواج ہے جس کے مٹانے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

مجاہدالاسلام قاسمی: ۲۹/۵/۱۴۰۵ھ

تلک وجہیز کا شرعی حکم:

مسلم سماج میں تلک وجہیز کی مانگ کا رواج عام ہوتا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں اپنی رائے قرآن وحدیث کی روشنی میں دینے کی زحمت کریں؟

الجواب ______ وباللّٰہ التوفیق

(ا) مذہب اسلام نے شادی بیاہ کو بہت ہی آسان اور سہل رکھا ہے اوراسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة" یعنی سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات ہوں۔ آج مسلمانوں نے اس کو بہت ہی اہم اور مشکل کام بنا کر رکھ دیا ہے۔ تلک کی لعنت مسلمانوں میں قبل ازیں کبھی نہیں رہی، کیوں کہ تلک لینا شرعاً ناجائز وحرام ہے اور جب اللہ کے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اس وقت کفار ومشرکین عرب کی یہ حالت تھی کہ لوگ اس وجہ سے کہ ہمیں داماد ڈھونڈنا ہوگا جو عار کا سبب ہے بچیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق بتلائے اور جاہلیت کی اس رسم کو ختم کیا۔ آج ہم مسلمانوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اگر یہی طریقہ خدانخواستہ کچھ دنوں تک باقی رہا تو ایک دن وہ بھی آسکتا ہے جب مسلم معاشرہ میں بھی بچی کو پیدائش کے بعد دور جہالت کی طرح زندہ دفن کردیا جائے گا یا چپکے سے اس کی گردن دبادی جائے گی، بلکہ اس طرح کے واقعات شروع ہوچکے ہیں۔ کتنی بچیوں کے والدین نے ہزارہا تکالیف ومصائب اٹھا کر کتنے ناز ونخرے برداشت کرکے پرورش کی تھی، اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں قتل کردیا۔ اس لیے نہیں کہ ان کے اندر کوئی عیب تھا بلکہ اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اتنی دولت نہیں تھی کہ وہ لڑکوں کو خرید سکیں اور اپنی بچیوں کو رخصت کرتے وقت پچاسوں جوڑے کپڑے اور ان گنت سامان دے سکیں۔ اس طرح آج امت مسلمہ اس رسم جاہلیت کو پھر سے رائج کرنے کی ذمہ دار ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے شمار قربانیوں اور انتھک کوششوں کے نتیجہ میں دنیا سے ختم کردیا تھا۔ یہ تجربہ کی بات ہے کہ جب انسان حلال کام کو مشکل بنا دیتا ہے تو حرام کام آسان ہو جاتا ہے۔ آج مسلمانوں نے نکاح (جو حلال بلکہ شرعاً ایک عبادت ہے) کو مشکل بنادیا ہے تو حرام کاری آسان ہوگئی ہے اوراس میں روزافزوں ترقی ہورہی ہے۔ قرآن نے تو یہ ارشاد فرمایا: وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ یعنی اللہ نے مردوں کے لیے عورتوں سے استمتاع مہر دینے کی شرط پر جائز قرار دیا ہے۔

آج مسلمانوں نے اپنے اعمال سے قرآن وحدیث اوراحکام شریعت ہی کو بالکل بدل دیا ہے کہ قرآن تو یہ کہہ رہا ہے کہ عورتوں سے استمتاع تمہارے لیے اس وجہ سے درست وجائز ہوا کہ تم مہر دیتے ہو، آج ہم مردوں نے خود ہی نقد رقم لینا شروع کردیا ہے اور عورتوں کا حق جو شرعاً وقانوناً ایک ضروری چیز ہے اس کو دین اور مؤجل کردیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص محض مال کے لیے کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید تنگدست بنادے گا" ومن تزوج لمالها لم يزده الله إلا فقرًا (اخرجه الطبرانى فى الاوسط) اس لیے نام ونمود اور دکھاوے کے لیے اس بری رسم کو بڑھاوا دینا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وبا سے محفوظ رکھے۔

عبداللہ خالد مظاہری: ۲۹/۸/۱۴۰۲ھ

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف
پھـــــلــــواری شـــــــریف
جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 12 مورخہ ۲۷/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳/مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

ھاھاکار

اس وقت پوری دنیا میں کورونا وائرس نے ہاہا کار مچا رکھا ہے، ایک اطلاع کے مطابق دنیا کے سرسٹھ ممالک کو اس جراثیم نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، چین سے اس وائرس نے اپنا سفر شروع کیا تھا اور دیکھتے دیکھتے اٹلی، امریکہ، برطانیہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات سب اس کی زد میں آگیے، ہر طرف دہشت ہے، وحشت ہے، لوگ گھروں سے باہر نہیں نکل رہے ہیں، بازار سنسان پڑے ہیں، پروازیں منسوخ ہو رہی ہیں، نئے ویزے نہیں دیے جا رہے ہیں، تعلیمی ادارے بند ہو رہے ہیں، سیاحتی مقامات پر آنے جانے سے روک دیا گیا ہے، کلبوں، پارکوں اور سینما گھروں پر لگی پابندیوں نے لوگوں کو گناہوں سے بچنے کا موقع فراہم کیا ہے، اور ہر طرف ہُو کا عالم ہے، عرب ممالک زیادہ خائف ہیں، ابوظبی، شارجہ وغیرہ میں مسجدیں اور اس کے متعلقات وضوخانے، حمام وغیرہ پر تالے پڑگیے ہیں، اذان ایک جگہ سے ہو رہی ہے اور اذان مکمل ہونے کے بعد مؤذن دوبار **صلوا فی بیوتکم** گھر میں نماز پڑھ لو کی آواز لگاتا ہے، ہر اذان کے بعد یہ جملہ بولا جا رہا ہے، گھروں میں بھی جماعت سے منع کیا جا رہا ہے، انفرادی نمازیں پڑھی جا رہی ہیں، مصافحہ عرب ممالک میں دل سے کیا جا رہا ہے، ہاتھ سے نہیں اور باضابطہ وزارت صحت کی طرف سے اس سلسلے میں ہدایات جاری کی گئی ہیں، ماسک لگانے پر زور دیا جا رہا ہے اور اختلاط مرد وزن تو پہلے ہی شرعی طور پر منع تھا اب اختلاط مرداں بھی ممنوع ہے۔

یہ سب اس بیماری کے اثرات سے بچنے کے لیے کیا جا رہا ہے، دوسری طرف مختلف قسم کے بیانات علماء میں ہر جانب سے اس بیماری کو دور کرنے کے لیے آ رہے ہیں، بولٹن برطانیہ کے ایک عالم کی ویڈیو وائرل ہو رہی ہے، جس میں ہر عوامی جگہ پر مسلسل چوبیس گھنٹے اذان دینے کو کہا جا رہا ہے، کوئی گرم پانی سے غرارہ کو اس بیماری سے بچنے کا ذریعہ قرار دے رہا ہے، ہندوستان میں ہندوتوا فکر کے لوگ گئو متر پینے اور گوبر کھانے سے اس بیماری کے دور کرنے کی بات کر رہے ہیں، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا ایک ویڈیو بھی وائرل ہو رہا ہے جس میں انہوں نے صحت کی حفاظت کی غرض سے اٹھائے گئے حکومتی اقدام کی حمایت کی ہے اور واضح کر دیا ہے کہ فرائض وواجبات تو چھوڑے نہیں جا سکتے، البتہ جتنی چیزیں سنن اور نوافل کے درجہ کی ہیں، صحت کی حفاظت کی غرض سے انہیں برتا جانا چاہیے اور حکومتی ہدایتوں کی پاسداری کرنی چاہیے، تاکہ اس مرض کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ جراثیم ہوا سے منتقل ہونے کے بجائے انسانی جسم، کپڑے وغیرہ سے منتقل ہوتا ہے، اس لیے ہاتھوں کو صابن سے دھوتے رہنا چاہیے، ڈیٹول اور دوسرے لیکویڈ، جو اسی کام کے لیے بنائے گئے ہیں ان کا استعمال کرنا چاہیے، کھانسی اور چھینک آوے تو لوگوں سے دو میٹر کی دوری اختیار کرنی چاہیے اور دوسروں کو اسی انداز سے دوری بنانی چاہیے، کپڑے کو دھو کر دھوپ میں خشک کرنا چاہیے، فرج کی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے اور گلے میں کھسکساہٹ ہو، بخار آ جائے، سانس لینے میں تکلیف ہو تو فوری طور پر ڈاکٹروں سے رجوع کرنا چاہیے اور کم از کم چودہ دن آئی سولیٹ میں رہنا چاہیے، اس ہدایت کے نتیجے میں ایئر پورٹ پر ہر آنے والے کی جانچ کی جا رہی ہے اور جس کے بارے میں ذرا بھی شبہ ہوتا ہے تو اسے آئی سولیٹ کیا جا رہا ہے، مریضوں کا حال یہ ہے کہ ذرا سی اسپتال کے ڈاکٹروں اور عملوں کی آنکھ جھپکی اور وہ وہاں سے فرار ہونے میں عافیت سمجھ رہے ہیں، دربھنگہ کے دو مریضوں کا واقعہ بہت مشہور ہوا کہ ڈاکٹروں نے اس مرض کے شعبہ میں داخل ہونے کے لیے بھیجا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے، ٹی وی چینلوں پر ان کی تلاش شروع ہوئی، بھاگنے کے نقصانات بتائے گیے، لیکن وہ کہاں ہاتھ آنے والے تھے، اٹلی سے ایک لڑکی جوہنی مون منا کر ممبئی آئی اور پھر آگرہ اپنے گھر والوں کے پاس پہونچ گئی اسے پولیس نے پورے گھر والوں کے ساتھ گرفتار کر کے ہوسپیٹل پہونچا دیا اور اب اس کا علاج چل رہا ہے۔

دوسروں کے بارے میں تو کچھ کیا نہیں جا سکتا، لیکن مسلمانوں میں اس قدر خوف ودہشت کی بات سمجھ میں نہیں آتی، احتیاطی تدابیر کی اہمیت ومعنویت سے انکار نہیں، یہ تو شریعت کا حکم ہے کہ وبا والے علاقے سے مت بھاگو، اور جو محفوظ ہیں وہ ان جگہوں پر نہ جائیں، اس لیے احتیاط کرنی چاہیے اور ضرور کرنی چاہیے، لیکن اس کے ساتھ ہم مسلمانوں کو یقین ہے کہ موت ایک بار آنی ہے، اور جس حالت میں لکھا ہے اسی حال میں آئے گی اور جس ''آن'' لکھی ہے وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ غالب بے چارے کو بھی اس کا احساس تھا، تبھی انہوں نے کہا

موت کا ایک دن معین ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آئی

کورونا کے اس دہشت نے ہماری آنکھوں سے نیند غائب کر دیا ہے، ورنہ گذشتہ دو ماہ میں مرنے والوں کے اعداد وشمار دیکھیں تو کرونا وائرس سے صرف ۸/ ہزار کے قریب لوگ مرے ہیں، جب کہ دوسرے امراض سے زیادہ لوگ دنیا سے گیے ہیں، اعداد وشمار پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام سردی، کھانسی اور ٹھنڈک سے انہتر ہزار چھ سو دو، ملیریا سے ایک لاکھ چالیس ہزار پانچ سو چوراسی، خودکشی سے ایک لاکھ ترپن ہزار چھ سو چھیانوے، سڑک حادثہ میں ایک لاکھ ترانوے ہزار چار سو اناسی۔ ایڈس سے دو لاکھ چالیس ہزار نو سو پچاس، شراب نوشی سے تین لاکھ انٹھاون ہزار چار سو اکہتر، نشہ خوری سے سات لاکھ سولہ ہزار چار سو انٹھانوے اور کینسر سے گیارہ لاکھ ستہتر ہزار ایک سو اکتالیس لوگ جاں بحق ہوئے، یہ اعداد وشمار صرف دو ماہ کے ہیں اور وہی ہیں جو رکارڈ میں آ سکے، ان کے علاوہ کتنے وہ لوگ ہوں گے، جن کا اندراج نہیں ہو سکا ہوگا۔

کورونا وائرس کا مطالعہ ایک دوسرے زاویہ سے کریں تو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے جو وائرس مثلا سارس زیکا، ریبولا، ماربرگ، بخار، پناہ، کریمین کانگو بخار، انفلونزا وغیرہ نے انسانی آبادی کو موت کے منہ میں ڈھکیلا ان میں مرنے کا تناسب تیرہ فی صد سے نوے فی صد ہے، جبکہ کورونا وائرس کی وجہ سے موت ہو جائے، یہ امکان صرف تین فی صد ہے، معاملہ کچھ نہیں صرف وحشت کا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ موت تو جہاں کہیں تم رہو گے وہ ہر حال میں آ کر رہے گی، خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارت میں رہو، اس ارشاد کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ احتیاطی تدابیر تو اختیار کریں لیکن خوف ودہشت کو اپنے دل سے نکال پھینکیں، یہ احتیاطی تدابیر ہمارے یہاں پہلے سے رائج ہیں، اس سلسلے میں حساسیت ہماری کم ہو گئی تھی، اس بہانے اس پر عمل پیرا ہونے کا موقع ملا ہے، صفائی ہمارے یہاں ایمان کا حصہ ہے، وضو میں پانچ وقت ہم ہاتھ منہ دھوتے ہی ہیں، استنجا سے فراغت کے بعد ہاتھ صابن یا مٹی سے دھونا ہمارے یہاں عام ہے، کھانستے اور چھینکتے وقت منہ ڈھکنے کا حکم پہلے سے اسلام میں موجود ہے، اس لیے سنتوں پر عمل کیجئے اور اللہ پر یقین رکھیے اور اس سے دنیاوی بلا اور عذاب آخرت سے پناہ چاہتے رہے، بڑی پیاری دعا ہے، **اللهم احفظنا من كل بلاء الدنيا وعذاب الآخرة.** اللہ سب کو مامون ومحفوظ رکھے گا۔

وکلاء کی کامیاب میٹنگ

امارت شرعیہ کی دعوت پر ۱۵/ مارچ کو شہریت ترمیمی قانون این پی آر اور این آر سی کے خلاف ممتاز وکلا کی یک روزہ ''مجلس تبادلۂ خیال'' امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی صدارت میں المعہد العالی کے ہال میں منعقد ہوئی، جس میں سپریم کورٹ کے ماہر قانون داں جناب ایم آر شمشاد ایڈووکیٹ اور گوہاٹی ہائی کورٹ کے سینئر ایڈوکیٹ جناب عبد الصبور تاپیدار کے علاوہ بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے معزز وکلاء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، ان سبھوں نے متفقہ طور پر کہا کہ یہ تینوں کالے قانون دستور وآئین کی روح کے قطعی خلاف ہیں، یہاں کا دستور سارے مذاہب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے، وہ مذہب کی بنیاد پر اپنے کسی شہری کے ساتھ کوئی فرق وامتیاز نہیں برتتا، اس لئے اس متنازعہ قانون کو واپس لینے کے لئے دباؤ بنائے رکھا جائے اور اس وقت جو ملک گیر تحریک چل رہی ہے واپسی تک اس تحریک کو مستقل جاری رکھا جائے، صدارتی وکلیدی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ اس وقت پورے ملک کو آپ کی قانونی مہارت سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملا ہے، مستقبل میں جب قانونی پیچیدگی پیدا ہوگی تو اس کے حل کے لئے آپ پوری طرح تیار رہیں، اور اس وقت نگاہ بھی رکھیں، ان قوانین کے تعلق سے عرصہ ۸/۷ ماہ سے امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی عام لوگوں کو واقف کراتی آ رہی ہے، جس سے لوگوں میں بیداری آئی ہے، آپ بھی لوگوں کو متوجہ کرتے رہیں، گرچہ حکومت ایک قدم پیچھے ہٹتی دکھائی دے رہی ہے، مگر اس کے قدم کب اور کس رخ پر بڑھنے لگیں کچھ نہیں کہا جا سکتا، اس لئے ہوشیار بھی رہیں اور چوکنا بھی۔

مجلس کے مہمان خصوصی جناب ایم آر شمشاد ایڈووکیٹ نے تفصیل سے شہریت قانون میں ہونے والی ترمیمات کی وضاحت کی اور بتایا کہ ابتدا میں اس قانون کو صرف پیدائش تک شہریت کے لئے کافی مانا گیا لیکن جب اس میں ۱۹۸۷ء میں ترمیم ہوئی، تو کہا گیا کہ اگر کوئی بچہ اس ملک میں پیدا ہوتا ہے تو محض پیدائش سے شہریت نہیں مل سکتی ہے جب تک کہ ماں باپ میں سے کسی ایک کا یہاں پیدا ہونا ثابت نہ ہو جائے، اس کے بعد ۲۰۰۳ء میں اس کو lagulat کہا گیا کہ بچہ کے والدین میں کوئی بھی ریفیوجی نہ ہو پھر یہیں سے اس کے لئے ایک رجسٹر بنانے کی تجویز پاس ہوئی، پھر ۲۰۱۵ء میں ترمیم ہوئی اور آخر میں ۲۰۱۹ء میں مرکزی حکومت نے آسام میں ہوئے این آر سی کے پس منظر میں تین ممالک سے آنے والے چھ مذہبی طبقات کو شہریت دینے کا قانون پاس کرایا جس میں مسلم طبقہ کو اس قانون کے دائرہ سے خارج کر دیا، حالانکہ اس قانونی مسودہ کو جوائنٹ پارلیامنٹری کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا، تو انہوں نے بحث وتمحیص کے دوران ان خدشات کا اظہار کیا جو اس وقت ملک کے عوام کے لئے ذہنی خلجان اور تناؤ کا باعث بنا ہوا ہے، مگر مرکزی حکومت نے دونوں ایوانوں میں اپوزیشن کی مخالفت کے باوجود عددی قوت سے اس کو منظور کرا لیا جو اس وقت شہریت ترمیمی ایکٹ کی شکل میں نافذ ہے، انہوں نے واضح کر دیا کہ این پی آر اور این آر سی دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، اور دونوں کا تعلق قانون شہریت سے ہے، ۲۰۱۰ء میں جو این پی آر ہوا تھا اس کا ڈاٹا اب تک پبلش نہیں ہوا اس لئے حکومت این پی آر کی آڑ میں این آر سی کے لئے ڈاٹا تیار کرنا چاہ رہی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی نیت صاف نہیں ہے، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ ایک سیاسی ایشو ہے، جس سے ایک خاص طبقہ کی دل آزاری کرنا چاہتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس کی زد میں دوسرے طبقات بھی آ رہے ہیں، اس لئے یہ ملک کا مسئلہ ہے اور اس مسئلہ کو قانون کے ساتھ سیاسی حکمت عملی سے بھی حل کرنا پڑے گا، ان کے بعد گوہاٹی ہائی کورٹ کے وکیل جناب عبد الصبور تاپیدار نے آسام میں ہوئے این پی آر کی نوعیت کی وضاحت کی، شروع سے لے کر اب تک کی تمام قانونی صورت حال کا تذکرہ کیا، اور بتایا کہ اس میں ضروری دستاویزات کے ساتھ اگر کوئی شخص ہندوستان کی کسی دوسری ریاست سے آ کر یہاں اقامت پذیر ہو رہے ہیں تو اسے Immigration سے جوڑ دیا گیا، اب ایسے لوگوں کو اپنے صوبہ سے رہائش وپیدائش سرٹیفیکٹ حاصل کرنے پڑے جس سے انہیں دقتیں پیدا ہوئیں، اور اس طرح بہت سے لوگوں کے نام نیشنل رجسٹر میں نہیں آ سکے، وہاں کے وکلاء نے ایسے لوگوں کی قانونی مدد کی جس سے ہم قدم بہ قدم کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہیں، چند مقدمات کے فیصلے ہمارے حق میں ہوئے اور باقی کے لئے جدوجہد جاری ہے اور انشاء اللہ ہم لوگوں کی کوشش آخری دم تک جاری رہے گی، انہوں نے ایک وکیل کے دریافت کرنے پر بتلایا کہ جن لوگوں کے ناموں میں Spelling کی معمولی غلطی تھی، یا بعض شناختی کارڈ میں اضافی القاب جیسے شیخ، خان، وغیرہ الفاظ جڑے ہوئے تھے اس کی بنیاد پر کسی کی شہریت کو مشکوک نہیں ٹھہرایا گیا، انہوں نے بار بار وکلاء سے درخواست کی کہ احتجاج ومظاہرے اپنی جگہ جاری رکھیں، تاہم لوگوں کو ان کے ڈوکومینٹس تیار کرنے پر ضرور توجہ دلائیں تاکہ آسام جیسی صورت حال پیدا نہ ہو۔ موجودہ حالات میں جس قدر ممکن ہو سکے اپنے دستاویزات وکاغذات درست کرا لیں، لیکن نہ گھبرائیں اور نہ مایوس ہوں، بلکہ ہمت وحوصلہ اور عزم وولولہ برقرار رکھئے، اور اس قانون کو واپس لئے جانے تک پریشر بنائے رکھئے، اللہ ہمارا حامی ومددگار رہے۔ وکلاء کے اس تبادلہ خیال سے بہت سے قانونی گوشے سامنے آئے، اس طرح یہ مجلس مختلف جہات سے نہایت ہی مفید اور نتیجہ خیز رہی ہے، انشاء اللہ اس کے اثرات دور رس بھی ہوں گے اور دیر رس بھی، وکلاء صاحبان نے قریب سے نظام امارت کو دیکھ کر دلی مسرت کا بھی اظہار کیا، چنانچہ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے ان کی آمد پر تہنیتی کلمات بیان کئے اور ان کی قانونی مہارت کی ستائش کی آخر میں مجلس مندوبین کے شکریے کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

کتابوں کی دنیا ✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

اذکارِ ادب

ایم نصر اللہ نصر ساکن باکل تلہ، ہوڑہ، مغربی بنگال (ولادت یکم؍جنوری ۱۹۵۷ء) بن گل محمد مرحوم، ایم اے بی ایڈ بی کام ہیں، مطلب یہ کہ خاصے پڑھے لکھے ہیں، ۱۹۷۹ء سے شعر وادب کی دنیا سے وابستہ رہے، مختلف اصناف ادب، مقالہ ومضامین نگاری حمد، نعت، منقبت، غزل، نظم، رباعی، وغیرہ کے ذریعہ اپنی فنی مہارت اور تخیلاتی بصیرت کا ثبوت پیش کر چکے ہیں، ان کی تحقیق وتنقید کے تین مجموعے افہام ادب، انتقاد واستبصار اور بنگال میں اردو نظم نگاری: آغاز تا حال شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، تین شعری مجموعے بھی انہوں نے امکان سے آگے، ثنائے رب اور احساس نگر کے نام سے ادبی دنیا کو دیا ہے، اور اب اردو ادب کے عالمی منظر نامہ کے حوالہ سے اذکار ادب لے کر آئے ہیں۔

یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب ''شہر مکالمہ'' ہے، جس میں انہوں نے ساحر لدھیانوی سے خواب میں مصاحبت کیا ہے اور ان کی زندگی کے مختلف جہات پر سوالات قائم کر کے جواب کی شکل میں ان کی زندگی کی حقیقت، مسائل ومشکلات اور کربنا کی کا منظر نامہ تیار کر کے قاری کے سامنے پیش کیا ہے، ایسے خواب وہی دیکھ سکتا ہے جو تخلیقی ذہن رکھتا ہو، جسے انٹرویو کا سلیقہ بھی آتا ہو، اور اسے پیش کرنے کا طریقہ بھی، اس باب کا دوسرا مضمون منٹو سے مکالمہ ہے، یہ بھی مصاحبت ہے، بعد از مرگ منٹو کے احساسات وخیالات خود ان کی اپنی تحریروں اور خود نوشت کی مدد سے سوال وجواب کی شکل میں تیار کر دیا ہے، خود نصر اللہ نصر نے لکھا ہے کہ ''اس مکالمہ کا مقصد منٹو کی زندگی اور شخصیت وافسانہ نگاری کا ایک مختصر تجزیہ ہے، اس میں تحقیق، تنقید یا تخلیق کی جلوہ گری مقصود نہیں ہے۔ (صفحہ۲۴)

دوسرا باب سخن زار ہے، یہ اس کتاب کا سب سے طویل باب ہے، اس میں تینتیس (۳۳) شعراء وادباء کے احوال وآثار اور ان کی ادبی اور شعری جہات پر طائرانہ نہیں غائرانہ نظر ڈالی گئی ہے، اس باب میں ولی دکنی، یگانہ چنگیزی، احمد الیاس، علیم صبا نویدی، سید شکیل دسنوی، سہیل اختر، ابرار نغمی، شمیم قاسمی، چندر بھان خیال، بدر محمدی، ڈاکٹر عبد الحق امام، عبد المتین جامی، غضنفر، سعید رحمانی، خالد رحیم، سوہن راہی، سید نفیس دسنوی، احسان ثاقب، حنیف ترین، ارشد قمر، رئیس الدین رئیس، راہی، تنویر اقبال، عبد الحئی پیام انصاری، اظہر نیر، آصف دسنوی، پیغام آفاقی، عظیم الدین عظیم، الزبتھ کورین مونا، مقصود انور مقصود، عزیز نبیل سبھی کے ابعاد کو نصر اللہ نصر نے ناپ کر رکھ دیا ہے، ادب کی کوئی سرحد نہیں ہوتی اور فنکار کے افکار سرحدوں کو بغیر کسی رکاوٹ کے عبور کر لیتے ہیں، اس لیے اس فہرست میں قطر تک کے شعراء سمائے گیے ہیں اور نصر اللہ نصر نے پوری وسعت ظرفی کے ساتھ ان لوگوں کی علمی ادبی، تحقیقی کاوشوں کا پوری ایمانداری کے ساتھ جائزہ لے کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے، جس کی وجہ سے ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا ادراک ہوتا ہے اور ہماری رسائی نئے نئے شعراء وادبا تک ہوئی ہے۔

تیسرا باب جہانِ افسانہ ہے، ان میں آٹھ افسانہ نگاروں کے فن اور ان کی تخلیقات کا جائزہ لیا گیا ہے، اس باب کے مطالعہ سے مناظر عاشق ہرگانوی، ڈاکٹر عبید اللہ چودھری، صادقہ نواب سحر، افشاں ملک، ڈاکٹر شہناز رحمان، فاطمہ جبیں، مجیر احمد آزاد اور سلطان آزاد کی افسانہ نگاری سے ہم متعارف ہوتے ہیں، چند ایک نام کو چھوڑ کر زیادہ تر وہ افسانہ نگار ہیں جن کے فن کی طرف نقادوں نے توجہ نہیں دی ہے اور اس فن میں ان کا مقام ومرتبہ اب تک متعین نہیں کیا جا سکا ہے۔

تیسرے باب کے ختم ہوتے ہی ہم ''ناول نگر'' میں پہونچ جاتے ہیں، اس میں نصر اللہ نصر ہمیں شموئل احمد کی گرداب، حسین الحق کی فرات، ابن صفی کے جاسوسی ناول، خالد جاوید کے نعمت خانہ، ڈاکٹر صادقہ نواب سحر کی ناول نگاری، کہانی کوئی سناؤ متاشا، وکیل نجیب، مقصود الٰہی شیخ کے ناول ان کے فن اور سدا بہار کہانیوں کی سیر کراتے ہیں، یہ ایک جام جہاں نما ہے، جس میں مقصود الٰہی شیخ کی پیشن گوئی، ''شیشہ ٹوٹ جائے گا'' کے باوجود کہانی کے مختلف اور متضاد کرداروں تک ہماری رسائی ہوتی ہے، پوری کتاب موجود نہیں، لیکن ان کے اقتباسات پڑھ کر ہمیں کہیں کہیں جگ بیتی نہیں آپ بیتی کا احساس ہوتا ہے، اس اشارہ کو آپ سمجھ لیں تو اچھا ہے، ورنہ بات نکلے گی تو دور تلک جائے گی، اور دیر تک آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔

پانچواں باب ''چوپال'' ہے، جو تحقیق وتنقید کے لیے مختص ہے، اس باب میں ڈاکٹر کرامت علی کرامت کے شاخسار کے اداریے، خالد محمود کے نثری اسلوب، ڈاکٹر شیخ عقیل احمد ایک صاحب طرز ادیب، ڈاکٹر شکیل اختر کی نگارشات، ڈاکٹر حلیمہ فردوس کی تخلیقی جسارت وتنقیدی بصارت، دربھنگہ کا ادبی منظر نامہ اور ادب کے کوزہ گر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی ادبی تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو آپریشن ٹیبل پر رکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اردو ادب، تحقیق وتنقید کو مالا مال بنانے میں ان حضرات کا کس قدر عمل دخل رہا ہے۔

آخری باب ''کولاژ'' کے نام سے ہے، یہ لفظ ادب میں استعمال ہو رہا ہے، لیکن اب بھی اس کو پڑھ کر اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، ہر لفظ کو سمجھنا کیا ضروری ہے، اس میں تین مضامین قاضی مشتاق احمد کی ڈرامہ نگاری، رؤف خوشتر کی طنز ومزاح نگاری اور احسن امام بحیثیت نثار شامل کیے گیے ہیں، میں ٹھہرا مولوی، لکیر کا فقیر، نثار کی جگہ نثر نگار لکھنا پسند کرتا ہوں اور تحاریر کے بجائے تحریر کی جمع ''واو نون'' یا ''ے ن'' لگا کر بناتا ہوں، حالاں کہ جب تدبیر کی جمع تدابیر، تقریر کی جمع تقاریر مستعمل ہے تو تحریر کی جمع تحاریر کیوں نہیں؟ سوال معقول ہے، لیکن مستعمل اور غیر مستعمل کا فرق ہر جگہ نظر انداز بھی تو نہیں کیا جا سکتا۔ ان تمام تفصیلات سے آپ نے جان لیا ہوگا کہ یہ کتاب ایم نصر اللہ نصر کے مختلف مضامین ومقالات کا مجموعہ ہے، جسے انتہائی سلیقہ سے مرتب کر کے انہوں نے قاری کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، حروف چند کے تحت ایم نصر اللہ نصر نے لکھا ہے کہ ''اس کتاب کے سارے مضامین ایک تاثراتی رجحان کے تحت زیر تحریر آئے ہیں، ان میں نہ کوئی مقصدی تنقید ہے اور نہ معنوی تحقیق، بس اگر ایسا کچھ ہوا ہوگا تو وہ تقاضائے تحریر کے سوا کچھ نہیں۔ (صفحہ۱۱)

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ بھی نظر آئی کہ کتاب کی تعریف وتوصیف کے لیے مقدمہ، پیش لفظ، پیش گفتار، تاثرات وغیرہ جیسی تحریروں سے گریز کیا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ مصنف کو اپنی تحریر وتصنیف پر پورا بھروسہ ہے اور وہ کسی دوسرے کے قلم سے اپنی دوکان چمکانے سے گریز کرنا چاہتا ہے۔ چار سو اسی (۴۸۰) صفحات پر مشتمل اس ضخیم کتاب کی قیمت چار سو روپے اور انتساب نواسے نواسیوں کے نام ہے۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس سے چھپی یہ کتاب خوبصورت اور دیدہ زیب ہے، کاغذ بھی وزن کے اعتبار سے ہلکا لیکن اچھا ہے، ہارڈ بائنڈنگ پر کور بھی خوب ہے، سرورق پر ڈیزائن تجریدی آرٹ کا نمونہ ہے اور اس کو سمجھنے کے معاملہ میں، میں بڑا بد ذوق واقع ہوا ہوں، جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں اور ملنے کا پتہ مذکور نہیں ہے، خریدنے کے لیے ہم آپ کو کہاں بھیجیں، مصنف کے گھر شالیمار اپارٹمنٹ اے/۳ سیتین بوس روڈ، دانش شیخ لین، باکل تلہ ہوڑہ ۱۱۱۰۹ مغربی بنگال چلے جایئے، اتنے لمبے سفر کے بعد مفت ملنے کے امکان سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

زندگی مختصر ہے اس کو با مقصد بنایئے

حراء احمد

زندگی اس دنیا میں رہنے کا صرف ایک موقع ہی نہیں، بلکہ قدرت کا سب سے خوبصورت ترین اور عظیم ترین تحفہ ہے جو کسی بھی جاندار کو عطا کیا جاتا ہے۔ انسان کو تمام جانداروں میں اشرف المخلوقات اس لئے کہا گیا ہے کہ اسے صرف زندگی ہی عطا نہیں کی گئی بلکہ اسے احسن طریقے سے زندگی گزارنے کیلئے شعور جیسی نعمت سے بھی نوازا گیا ہے۔

زندگی صرف سانس لینے، کھانے پینے، سونے جاگنے کا نام نہیں۔ سانس تو ہم سب لیتے ہیں لیکن حقیقت میں زندگی صرف انہی کو ملتی ہے جنہیں زندگی جیسی انمول نعمت کو سلیقے اور قرینے سے بسر کرنے کا شعور بھی میسر آتا ہے۔ یہ زندگی کا شعور ہی ہے جو انسانوں کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتا ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ آج ہم مادہ پرستی میں اس قدر ڈوب چکے ہیں کہ ہمیں اس بات کا احساس تک نہیں رہا کہ ہم زندگی جیسی عظیم نعمت کو کس قدر بے فکری اور کس قدر ناشکری سے اپنے ہاتھوں سے ضائع کئے جا رہے ہیں۔ آج مال و دولت اور مادّی اشیاء ہماری زندگی کا محور ومرکز ہیں اور ہم اپنے عقل اور شعور کو انسانیت کی تعمیر کے بجائے انسانیت کی تخریب پر استعمال کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔

زندگی کے بارے میں ہمارے رویے اور ہماری سوچیں دن بہ دن کس قدر غیر اخلاقی ہوتی جا رہی ہیں اس کا اندازہ ہمارے معاشرے میں تیزی سے پھیلتی ہوئی بے حسی اور انتشار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ فطرت کے اصول اور تقاضوں سے روگردانی ہماری فطرت ثانیہ اور ہماری روزمرہ زندگی کا اسلوب بن چکی ہے۔ ہم سب ہمیشہ رہنے والی زندگی بھی چاہتے ہیں اور ہماری سب سے بڑی لڑائی بھی خود زندگی کے خلاف ہی ہے۔

سیاست کا میدان ہو یا خونی رشتوں کی کہانی، جدھر دیکھو وہیں نفرتوں، عدواتوں، عدم برداشت اور ایک دوسرے کی ناقدری کا جذبہ شدت سے زور پکڑتا نظر آتا ہے۔ احساس، محبت، چاہت اور خلوص سے عاری کھوکھلے رویے ہمیں نہ صرف خود سے، بلکہ زندگی سے بھی دور کرتے جا رہے ہیں۔ آج ہماری تمام بھاگ دوڑ اور کوششیں صرف روپے پیسے سے شروع ہوتی ہیں اور اسی پر ختم ہو جاتی ہیں۔ ہم دوستیوں اور رشتہ داریوں کی بنیاد بھی کسی نہ کسی مفاد کی خاطر رکھتے ہیں۔ اپنی اور دوسروں کی زندگیوں کو تلخ بنانے پر ہمیں افسوس تک نہیں ہوتا۔ ہم ہر وقت دولت اور لالچ کی ہوس میں رہتے ہیں اور ان قیمتی لمحات سے لطف اندوز ہونے کے بجائے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ضائع کر دیتے ہیں جو قدرت نے ہمیں جینے کیلئے عطا کئے ہوتے ہیں۔ ہم لالچ میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ اپنے خوبصورت رشتوں کو بھی دولت کے ترازو میں تولتے ہیں۔

ہمارے سارے تعلقات اور رشتے احساس اور محبت کے بجائے مال و دولت اور مادی مفادات سے شروع ہوتے ہیں اور انہی پر ختم ہو جاتے ہیں۔ آج کل آپس میں نااتفاقیاں، رنجشیں، ناراضگیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں کہیں بھائی بہن میں لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں تو کہیں ساس بہو میں اقتدار کی جنگ جاری ہے۔ نندیں بھابیوں سے نالاں ہیں اور بھابیاں نندوں سے......

اپنی زندگی کو کیسے گزارنا چاہئے اور کیسے گزار رہے ہیں، یہ سراسر آپ کا ذاتی اختیار ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھئے کہ قدرت کا یہ خوبصورت اور عظیم ترین تحفہ ہمیں اس لئے عطا ہوا کہ ہم اپنے آپ کو ایک اچھا اور بہتر انسان بنا کر اس نعمت کے اہل ہونے کا ثبوت دے سکیں۔ زندگی زندہ دلی کا نام ہے، اسے زندہ اور باشعور انسانوں کی طرح بسر کیجئے۔ اس کیلئے ضروری ہے ہم اللہ تعالیٰ کی اس لازوال اور بے مثال نعمت کو محبتوں، چاہتوں اور انسانیت کے نام کریں۔ زندگی کا احترام کیجئے کہ اس نعمت کی شکر گزاری کا یہی تقاضا ہے۔ اگر ایک باوقار اور شاندار زندگی جینا چاہتے ہیں تو اپنی زندگی کو با مقصد بنایئے۔ اپنی ذات کو دوسرے انسانوں کیلئے رحمت ثابت کیجئے۔ دوسروں کا احترام کیجئے، دوسروں کے کام آیئے، آسانیاں پیدا کیجئے، لوگوں کی قدر کیجئے، برداشت کرنا سیکھئے، ہر ایک سے محبت کرنا سیکھئے۔ محبت ہی وہ طاقت ہے جس سے ہم اس کرۂ ارض اور اس پر سانس لیتی زندگی کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔

یاد رکھئے! زندگی بڑی مختصر ہے، اس کا احترام کیجئے اس کی قدر کیجیے؛ یہ ہمیشہ آپ کے پاس نہیں رہے گی۔

وبائی امراض اور اسلامی تعلیمات

عبدالرشید طلحہ نعمانی

پچھلے دو ماہ سے عالم گیر سطح پر 'کرونا' نامی وبائی بیماری انسانی معاشرہ پر حملہ آور ہے، ہر کوئی اس بیماری کا نام سنتے ہی خوف وہراس میں مبتلا ہے، ذرائع کے مطابق دنیا کے سب سے ترقی یافتہ ملک چین سے شروع ہونے والا یہ وائرس انسانی سانس کے نظام پر حملہ آور ہوکر ہلاکت کی وجہ بنتا ہے، تاہنوز ہزاروں افراد اس کے سبب موت کا لقمۂ تر بن چکے ہیں۔ کسی بھی وائرس کے بارے میں جب تحقیق کی جائے تو اہم سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ وائرس کہاں سے آیا اور کس طرح پھیلنا شروع ہوا؟۔ واضح رہے کہ زیادہ تر وائرس جانوروں میں پائے جاتے ہیں؛ لیکن ان کے متعلق معلومات تب حاصل ہوتی ہیں جب یہ انسانوں میں منتقل ہوں۔ ایڈز افریقہ کہ جنگلات میں موجود بندروں کی ایک بیماری تھی؛ مگر جب یہ انسانوں میں منتقل ہوئی تب اس کے متعلق تحقیقات کا آغاز کیا گیا۔ کرونا وائرس کے بارے میں بھی گمان یہی ہے کہ یہ جانوروں میں پائے جانے والا ایک وائرس ہے جو انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ اس وائرس کی اطلاع سب سے پہلے 7/ جنوری 2020 کو چین کے محکمہ صحت نے دی، عالمی ادارہ صحت نے 31 دسمبر کو ہی چین کو اس خطرناک وائرس سے آگاہ کردیا تھا۔ اس بیماری کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ ابتداء میں سردی، زکام، بخار، کھانسی یا سانس لینے میں تکلیف کا احساس ہوتا ہے، مگر جب یہ بیماری مریض کو پورے طریقے سے اپنے گرفت میں لے لیتی ہے تو وہ شخص نمونیا اور تنفس میں شدید دقت سے دوچار ہوجاتا ہے بعدازاں گردے فیل ہونے سے اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ اللھم احفظنا من۔

بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ وائرس، سانپ، چوہے، چمگادڑ، لومڑی اور مگرمچھ وغیرہ جیسے خبیث جانوروں کے کھانے سے پھیلا ہے، اور یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج ٹیکہ یا ادویہ وغیرہ سے ابھی تک دریافت نہ ہوسکا، صرف اندازے سے کچھ ایچ آئی وی کی ادویہ اس کے لئے تجویز کی جارہی ہیں، اس سے شفایابی کی مدت بھی صحیح طریقے سے معلوم نہیں۔ کبھی تو ابتدائی علامات کے ظاہر ہوئے بغیر ہی آدمی اس بیماری کا اچانک شکار ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے اس بیماری کا ابتدائی مرحلہ میں اندازہ لگا کر بچنے کی تدابیر اختیار کرنا مشکل ودشوار گذار ہوچکا ہے۔

کیا بیماریاں متعدی ہوتی ہیں؟

یوں تو بیماری اور شفاء اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے بیماری میں مبتلا کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے صحت جیسی عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ ساتھ اس کا علاج بھی نازل فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا نازل کی ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی نے معلوم کرلی اور کسی نے نہ کی'' (مستدرک حاکم) جہاں بیماری کا لاحق ہونا مشیت ایزدی پر موقوف ہے، وہیں بیماری کا متعدی ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ناممکن ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لاعَدویٰ''۔ چھوت، یعنی کسی بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا (بخاری)، اس لیے مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ (بخاری) تاہم انسان کمزور صفت وکمزور عقیدہ واقع ہوا ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی طبیعت اور اس کی فطرت کا خیال رکھتے ہوئے اسے حکم دیا ہے کہ ''مجذوم یعنی کوڑھ کے مریض سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔'' (بخاری)

اس حکم کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ انسان کا ایمان کمزور نہ ہوجائے، اور توحید کے سلسلے میں وہ شکوک وشبہات میں مبتلا نہ ہوجائے، یعنی کمزور عقیدے والا انسان، خارش زدہ، یا کوڑھ کے مریض کے ساتھ رہتے ہوئے اگر اس بیماری میں مبتلا ہوجائے گا، تو کہے گا کہ کھجلی اور کوڑھ والے کی صحبت کی وجہ سے مجھے بھی بیماری لگ گئی ہے، اسی طرح طاعون وپلیگ کی بیماری کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شہر میں طاعون پھوٹ پڑا ہو، وہاں مت جاؤ، اور اگر پہلے سے اس شہر میں ہو، تو وہاں سے باہر نہ جاؤ'' (بخاری)، کیوں کہ شہر میں جانے سے اگر وہ بیماری بہ تقدیر الٰہی لاحق ہوگئی، تو کمزور ایمان والا سمجھے گا کہ فلاں شخص شہر میں آیا، تو اس کی وجہ سے بیماری لگ گئی، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدے کی خرابی سے بچانے کے لیے سدّ باب کے طور پر اُس شہر میں جانے سے ہی منع فرمادیا۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ احادیث کے درمیان باہم کوئی تعارض نہیں ہے۔ ایک تو (لا عدوی ولا طیرۃ) والی حدیث ہے کہ کوئی بیماری کسی دوسرے کو متعدی نہیں ہوتی؛ لیکن دوسری احادیث بھی ہیں جس میں جذام کے مریض سے دور رہنے کا حکم ہے۔ لہٰذا محدثین نے دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق دی ہے۔ ابن الصلاحؒ اور امام بیہقیؒ وغیرہ علماء نے دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا کہ جن احادیث میں تعدیہ (contagious) امراض کی نفی ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ کسی بیماری اور مرض میں بالذات یہ تاثیر نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے شخص کی طرف منتقل ہوجائے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہی خیال تھا کہ امراض میں دوسرے کی طرف منتقل ہونے کی ذاتی تاثیر اور صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ امراض کو بالذات متعدی (contagious) سمجھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی فرمائی اور جن احادیث سے تعدیہ امراض کا ثبوت معلوم ہوتا ہے وہ ظاہری سبب کے اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری سبب کے طور پر بعض امراض میں تعدیہ کا وصف پیدا فرمایا ہے کہ دوسرے کی طرف منتقل ہوسکتے ہیں لیکن سبب حقیقی اور مؤثر اصلی کے طور پر یہ وصف ان میں نہیں۔ لہٰذا نفی سبب حقیقی ہے اور اثبات سبب ظاہری کا ہے۔ اس لئے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔ جمہور علماء نے اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔ (فتح الباری)

یہاں پر مناسب ہوگا کہ عبرت وموعظت کے لیے عہد فاروقی میں پھیلنے والے اس خوف ناک وبا کا بھی ذکر کیا جائے جسے طاعون عمواس کہتے ہیں۔ 'عمواس' دراصل بیت المقدس اور رملہ کے بیچ واقع ایک بستی کا نام ہے، چوں کہ اس علاقے سے طاعون کی ابتدا ہوئی تھی اسی لیے اس کو "طاعون عمواس" کہا جاتا ہے۔ مورخین کے مطابق ۱۷ہجری کے اواخر یا ۱۸ہجری کی ابتدا میں یہ وبائی مرض عمواس سے شروع ہوکر شام وعراق کے پورے درمیانی علاقے میں پھیل گیا اور مسلسل ایک ماہ جاری رہا۔ ایک دفعہ اس وبا کی شدت کچھ کم ہوگئی؛ لیکن اس نے پھر عود کیا۔ مجموعی طور پر اس نے ۲۵ ہزار مسلمان مردوں، عورتوں، شہریوں اور فوجیوں کی جانیں لیں۔ معرکۃ الجزیرہ کے سلسلے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے جابیہ نامی مقام تک پہنچ کر مدینہ واپس لوٹنے کی وجہ یہی وبا تھی۔ انھوں نے طاعون کی خبر سن کر مہاجرین وانصار سے مشاورت کی تو کچھ نے کہا کہ آپ جس کام سے آئے ہیں، اسے پورا کیے بغیر نہ لوٹیں۔ دوسروں نے مشورہ دیا کہ کبار اصحاب رسول کو وبا کے خطرے میں ڈالنا مناسب نہیں۔ جب انھوں نے واپسی کا فیصلہ کرلیا تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ کا جواب تھا: ہاں، ہم اللہ کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان نبوی سنا کر عمر رضی اللہ عنہ کے موقف کی تائید کی: "جب تم کسی قوم کی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب یہ اس جگہ پھوٹے جہاں تم موجود ہو تو اس سے فرار کی خاطر وہاں سے نہ نکلو۔" (بخاری) اس مرض کا شکار ہونے والوں میں حضرت ابوعبیدہ، معاذ بن جبل، عبدالرحمٰن بن معاذ، یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے کبار صحابہ شامل تھے۔ حارث بن ہشام کے ساتھ شام جانے والے ان کے ۷۰ اہل خانہ میں صرف ۴ بچ پائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ۴۰ بیٹوں نے اس وبا میں جان دی۔

احتیاطی تدابیر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں جہاں روحانی اور باطنی بیماریوں کے حل تجویز فرمائے وہیں جسمانی اور ظاہری امراض کے لیے بھی اس قدر آسان اور نفع بخش ہدایات دیں کہ دنیا چاہے جتنی بھی ترقی کرلے؛ مگر ان سے سرمو انحراف نہیں کرسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم اطباء نے اس کو موضوع بحث بنایا؛ جس کے سبب نہ صرف طب کے میدان میں نئی نئی تحقیقات منظر عام پر آئیں؛ بلکہ بہت ساری نئی نئی ادویات بھی متعارف ہوئیں، بہت سے لاعلاج امراض کا علاج دریافت کیا گیا، یونانی کتابوں کے عربی ترجمے کیے، ہسپتال اور شفاخانے قائم کیے اور طب کو خیالی مفروضوں سے نکال کر ایک عملی سائنس کی شکل دی۔ گویا اسلام اور اگلے دور کے مسلمان صحت عامہ کے بارے میں غیر معمولی حد تک سنجیدہ اور حساس رہے۔ ہمارا دین جدید دور کے علاج معالجے کی سہولتوں کے استعمال کا مخالف نہیں ہے؛ بلکہ ان سے استفادہ کا امر کرتا ہے، فرمان نبوی ہے: علم وحکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے، اس کو جہاں ملے اس سے استفادہ کی کوشش کرے۔ بیماریوں اور وباؤں سے حفاظت کے لیے روزانہ کم ازکم پانچ مرتبہ وضو کرنا، سونے سے قبل ضروریات سے فراغت حاصل کرنا، جنسی عمل کے بعد لازماً غسل کرنا، بالوں اور ناخنوں کی تراش خراش کرنا، منہ، ناک اور کان کی صفائی کرنا، صاف ستھرا لباس پہننا، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو ہزاروں سال سے ہمارے دین کا لازمی حصہ ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان چیزوں کا حکم دیا گیا تھا۔ دور جدید کے ہائی جین کے اصول بھی انہیں باتوں کی تلقین کرتے ہیں۔ ظاہری شکل وشباہت کے علاوہ جسمانی صحت بھی شخصیت کا اہم ترین پہلو ہے، اگر انسان صحت مند نہ ہو تو وہ کسی کام کو بھی صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتا، دین نے اپنی صحت کی حفاظت کو بڑی اہمیت دی ہے اور ایسی تمام چیزوں سے روکا ہے جو صحت کیلئے نقصان دہ ہوں۔ حفظانِ صحت میں خوراک، ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، متوازن خوراک اور معتدل وپاکیزہ غذا سے انسان کی صحت برقرار رہتی ہے، وہ مناسب طور پر نشوونما پاتا ہے اور محنت کی قابلیت بھی پیدا ہوتی ہے۔

اس بارے میں قرآن نے صرف تین جملوں میں طب قدیم اور طب جدید کو سمیٹ لیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ''کھاؤ، پیو اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو۔'' (الاعراف)

یہ تینوں وہ مسلمہ اصول ہیں جن میں کسی کا بھی اختلاف نہیں؛ کھانا پینا زندگی کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے بغیر انسان زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا، اور نہ اپنے فرائض منصبی سے بہ طریقِ احسن عہدہ برآ ہوسکتا ہے، البتہ اس میں حلال وپاکیزہ کھانے اور کھانے میں اعتدال سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ حرام وخبیث کھانے اسی طرح نہ کھانے، یا ضرورت سے کم کھانے سے جسمِ انسانی بیمار پڑجاتا ہے، جبکہ ضرورت سے زیادہ کھانے سے معدہ پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑتا ہے اور معدہ کی خرابی تمام امراض کی جڑ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''معدہ بدن کے لیے تالاب ہے اور رگیں اسی کی طرف جسم کے مختلف حصوں سے وارد ہیں، جب معدہ صحیح حالت میں ہو تو رگیں بھی جسم کے تمام حصوں کو صحیح خون مہیا کرتی ہیں اور جب معدہ بیمار پڑجائے تو اس سے رگوں کے ذریعے تمام جسم بیمار پڑجاتا ہے''۔ (طبرانی۔ المعجم الاوسط) وبائی امراض کے پھیلنے میں گھر اور ماحول کی گندگی اور خرابی کا بھی بڑا دخل ہے۔ اسلام نے انسانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی پوری زندگی پاک وصاف ہونی چاہیے۔

ارشاد ربانی ہے: ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین (البقرۃ) ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو توبہ کا رویہ اختیار کریں اور خوب پاکیزہ رہیں''۔ ایک حدیث میں طہارت ونظافت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاکی نصف ایمان ہے'' (مسلم) مزید اس جانب توجہ دلاتے ہوئے۔ ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پاک وصاف ہے اور پاکی وصفائی سے محبت رکھتا ہے، کریم اور سخی ہے، کرم اور سخاوت کو پسند فرماتا ہے، اس لیے اپنے گھربار، صحن (اور گلی کوچوں) کو صاف ستھرا رکھو۔'' (مسند بزار) معلوم ہوا کہ صفائی کا اہتمام دین اسلام کا جزو لاینفک ہے۔ ان سب کے ساتھ ساتھ حق تعالی سے عافیت طلب کریں، صبح وشام کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں! بہ طور خاص سورت الفاتحہ، آیت الکرسی اور چار قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کرلیں۔ بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم صبح وشام تین تین مرتبہ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ حکم الٰہی کے بغیر دنیا کی کوئی چیز مجھے نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ اگر ہم نے مذکورہ بالا ہدایات پر عمل پیرا ہونے کا التزام کیا تو امید ہے کہ بڑی حد تک وبائی امراض اور کئی ایک آفتوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

امت مسلمہ اور عالمی طاقتیں

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

پوری دنیا میں مسلمانوں کی خانہ جنگی اپنی جگہ ہے، اس کے علاوہ دشمن طاقتیں بھی خارجی طور پر ان کے خلاف محاذ آرا ہیں، جو بڑی چالاکی سے ان کو اندرون خانہ برسوں سے الجھائے ہوئی ہیں، اسلامی یا ایرانی انقلاب اور بہار عرب بھی انہیں خارجی سازشوں کی شکار ہوگئی، مسلمانوں کی عالمی سیاسی تنزلی کا بڑا سبب شیعہ سنی اختلاف ہے، جس نے صدیوں سے ملت کی ریڑھ کی ہڈی توڑ رکھی ہے، دوسری جانب مسلکی اختلاف نے بھی اس ملت کے شیرازہ کو سیاسی اور فکری طور پر یکجا ہونے دور رکھا، جس کا منفی اثر اس امت کے خارجی اثر ورسوخ پر پڑا اور عالمی تناظر میں ملت اپنی زندگی کے بڑے اجتماعی فیصلے لینے سے محروم رہی، خلافت راشدہ کے بعد داخلی وخارجی مختلف عوامل واسباب کے تسلسل نے اس خیر امت کو اس کے آفاقی مقصد کی حصولیابی سے تشنہ رکھا، تاہم امت اپنے وجود کی بقاء کی ساری جنگیں متواتر جیتتی چلی گئی اور صلیبی طاقتوں اور تاتاریوں کی عالم گیر یورش اور بے دریغ قتل عام نے بھی اس کے وجود کا بال بیکا نہ کیا مگر آزمائش کے اس دور میں اس کی سیاسی بساط لپیٹ دی گئی اور اس کی جہانبانی وحکمرانی کے حوصلے مدتوں کے لیے پست ہو گئے۔ عروج وزوال قوموں کی زندگی میں ضرور آتے ہیں، ”و تلک الایام نداولھا بین الناس“ (اور حکمرانی وفتح وکامرانی کے یہ دن ہم انسانوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں)

ایک طرف امت کی چودہ صدیوں پر محیط قومی وتہذیبی زندگی کا تحفظ عظیم کارنامہ اور خدا کی قدرت ہے تو دوسری طرف اتنے طویل عرصے میں عالمی قیادت وسیاست سے بے دخلی عبرت کا تازیانہ اور خدا کی سنت ہے، جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ استثنائی صورتیں کبھی اعداد وشمار میں نہیں آتیں، صحیح بات یہ ہے کہ خلافت بنو عباسیہ سے لے کر خلافت عثمانیہ تک کی طویل مدت میں اکا دکا واقعہ کو چھوڑ کر صلیبی دشمنوں نے بغداد سے اندلس تک ملت اسلامیہ کا کامیاب تعاقب کیا ہے، اور آج بھی عرب اور ملک شام سے اٹھنے والے دھوئں میں صلیبی تصویر صاف صاف نظر آ رہی ہے، آج دنیا کے بڑے رقبے پر فقط ان کی حکمرانی نہیں بلکہ رائج الوقت سکہ اور تہذیب بھی اسی کی ہے، جسمیں یہودی مصالحت کی طاقت Men Power کا کام کر رہی ہے، دوسری جانب سیکولرزم کی مروجہ تہذیب بھی انہیں صلیبیوں کے تعیش پسندانہ تمدن کا حصہ ہے، جو آج عملی دنیا میں اسلامی تہذیب کا سب سے طاقتور مد مقابل اور حریف ہے، جس نے مسیحیت سے زیادہ مسلمانوں کی فکر وتہذیب کو برباد کیا ہے۔ سیکولرزم کی تعریف میں گرچہ محققین کے یہاں کافی پیچیدگیاں ہیں، تاہم عیسائی اہل نظر کی تحریروں سے ایسی وضاحت سامنے آتی ہے کہ ان عیسائیوں نے بڑی فریب کاری سے کام لیا ہے اور اسلام کے بڑھتے قدموں کو روکنے کی ایسی چالیں چلی ہیں، کہ جن کا ادراک کرنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور مسلمان دنیا کے تمام براعظموں میں بستے ہیں، جن کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے، مگر اس کا جائزہ لینا بھی از حد ضروری ہے کہ وہ تہذیبوں پر اثر انداز ہیں یا تہذیبیں ان پر اثر انداز ہیں، دوسری قومیں ان کی پیروی کرتی ہیں یا یہ دوسری قوموں کی پیروی کرتے ہیں، دراصل یہی پیمانہ اور ترازو ہے قوموں کے عروج و زوال کا پتہ معلوم کرنے کے لیے، جو قوم عروج پر ہوتی ہے، اس کی تہذیبی قدریں دیگر تمام اقوام میں مشترک نظر آتی ہیں، وہی اقدار اس وقت کی رائج تہذیبوں کی بنیاد تسلیم کی جاتی ہیں پھر اس تہذیب سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہوتا، لوگ اس تہذیب کے مالک سے بے حد متاثر ہوتے ہیں، انہیں ہر شعبہ میں اپنے اوپر فوقیت دیتے ہیں اور ان کی تہذیب گھر، راستہ، بازار، شہر، ریاست، ملک اور دنیا کی ٹکسالی تہذیبوں میں چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی زندہ دکھائی دیتی ہے۔ نتیجۃً دیگر قومیں ان سے مرعوب ہو کر رفتہ رفتہ اپنی ثقافت کھو بیٹھتی ہیں اور اس طرح فکر وتہذیب کا عروج وزوال دنیا میں جاری رہتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام کے متوالے آج جس مغربی تہذیب کے پیچھے دوڑ رہے ہیں مدتوں پہلے وہی اہل مغرب زندگی کی تاریکیوں میں تھے، اور مسلمانوں کی بستیاں قمقموں سے روشن تھیں، اور اس وقت معاملہ بالکل برعکس تھا، بارہویں صدی میں مسلمان ایک زندہ اور روشن تہذیب کے حامل تھے، وہ زندگی کے تمام شعبوں میں بالادستی رکھتے تھے، مغرب ومشرق کے لیے ایک آئیڈیل اور نمونہ سمجھے جاتے تھے، اور یہ دنیا ان کے تمدن کی پیروی کرنے کے لیے مجبور تھی، اخلاق ومعاشرت سے لے کر تہذیب وتعلیم اور معیشت وسیاست تک حتی کہ مروجہ علوم کا ذریعہ تعلیم بھی انہیں کی عربی زبان تھی، اسے سیکھے بغیر کوئی یوروپین صاحب علم تصور نہیں کیا جاتا تھا، ہر جگہ، ہر مقام پر مسلمانوں کے چلن کا رواج تھا، اسکول، کالج اور یونیورسٹی بھی مسلمانوں کے طرز تعلیم پر قائم کی گئی، فن تعمیر، خورد ونوش، لباس، پہننا اوڑھنا اور زندگی کی تقریبات کے طور طریقے بھی مسلمانوں کی تہذیب سے مستعار لیے گیے تھے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب مسلمان افریقہ اور یورپ کی دہلیز پر اپنی فتح وکامرانی کی دستک دے رہے تھے، اس وقت ان سے زیادہ مستحکم طاقت روئے زمین پر کوئی نہیں تھی، روم وفارس کے سپر پاور عالمی حکمرانوں نے بھی ان کے آگے سپر ڈال دی تھی، مگر اسی کے ساتھ مسیحی دنیا بیدار ہو چکی تھی اور اپنی طاقتوں کو منظّم کرنا شروع کر دیا تھا، اور اس نے عالمی سطح پر ایک مضبوط لائحہ عمل تیار کیا جس پر پوری حکمت عملی کے ساتھ اسلامی ریاستوں کو کمزور کرنے کے لیے میدان میں اتر آئی اور سیاسی جد وجہد میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، سلطان صلاح الدین ایوبی کا عظیم کارنامہ ”بیت المقدس کی بازیابی“ بھی اپنے دامن میں اسلام اور مسیحیت کی کشمکش کا بہترین تاریخی دستاویز سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر ہم بیت المقدس اور یروشلم کو موجودہ متحارب تہذیبوں کے عروج وزوال کا متحدہ نقطہ اور علامت قرار دیں تو ماضی کی بہترین تاریخی وضاحت سامنے آئے گی، اور اس کے نتیجے میں دنیا کی تین بڑی مذہبی اور تہذیبی طاقتوں کی عالمی اور صحیح سیاسی پوزیشن بھی نظر آئے گی اور اس کے پس منظر میں اسلام مخالف مسیحی وصیہونی سازشیں بھی آشکارا ہوں گی۔

سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ کون سے اسباب وعوام تھے جن کی بدولت امت مسلمہ اپنے ابتدائی دور میں عالمی قیادت کا فریضہ انجام دے رہی تھی اور جن کے چھوڑنے سے آج بین الاقوامی سطح پر حاشیہ پر چلی گئی اور اب اس کا کوئی وزن نہیں ہے اور عالمی طاقتوں میں شمولیت سے محروم ہے، اور دنیا کے تمام اہم فیصلے اس کی موجودگی کے بغیر ہو سکتے ہیں، عرب لیگ اور دیگر عالمی مسلم تنظیموں کی حیثیت عالمی برادری پر خوب واضح ہے۔ امت کی موجودہ کرب ناکیوں کا یہ طویل سلسلہ اب ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام پر رکے گا یا ان سے قبل عالمی سطح پر ملت کا منتشر شیرازہ پھر عالمی قیادت کے لیے متحد ہوگا؟ اسباب ووسائل کی دنیا میں یہ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ مگر ملک شام کی تباہی سے اول الذکر کا امکان غالب نظر آ رہا ہے، اگر امت کے اتحاد وتنظیم کا فرد سے لے کر جماعت تک، خاندان سے لے کر ریاست تک اور ریاستوں سے لے کر عالمی پیمانے تک ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو اس کی عالمی قوت بننے کا بظاہر امکان معدوم ہے، مگر اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، تاہم اللہ کی سنت بھی اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، جس میں تبدیلی نہیں ہوتی، جو قوم بحیثیت قوم دیگر عالمی اقوام کے مقابلہ میں اپنی تعلیم وتربیت، تہذیب وتمدن، اخلاق ومعاشرت، معیشت وسیاست اور تمام شعبہ ہائے حیات میں ایک مضبوط ومستحکم نظام رکھتی ہو اور کردار کی دنیا میں دور دور تک اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہ ہو، اسے ہمیشہ قدرت قیادتوں سے نوازتی رہی ہے اور دنیا کے بناؤ اور بگاڑ میں خداوند کریم کا یہی اصول کارفرما ہے کہ جس قوم کے ہاتھوں میں عملی طور پر انسانیت نوازی کے نسخے، اخلاق وسیرت، اعمال وکردار، ضروریات زندگی کی تکمیل، ترقی کی نئی شاہ راہیں، انسانی زندگی کے نوع بہ نوع تقاضوں کو پورا کرنے اور ستاروں پر کمند ڈالنے کے حوصلے ہوتے ہیں، دنیا کا مالک اپنے گلستان عالم کی نگہبانی کے لیے اسی کو منتخب کرتا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو اس ملت کے پاس حکمرانی اور قیادت کے مذکورہ بالا نسخے جتنی وافر مقدار میں اور صحیح شکلوں میں گزشتہ ساڑھے چودہ سو صدیوں سے موجود ہیں، اقوام عالم کے دامن اس سے خالی ہیں، مگر وہ کیا وجوہات ہیں جن کے سبب چند صدیوں کے بعد پھر یہ تنزلی کی شکار ہوگئی اور وہ عالمی طاقت جس نے جزیرۃ العرب سے نکل کر بہت کم مدت میں ایشیا کے قلب وجگر پر فتح کا پرچم نصب کیا اور خدائے برتر کا عظیم پیغام لے کر افریقہ و یورپ میں شاہانہ داخل ہوگئی، مگر اس کے بعد پھر اس کے بڑھتے قدم رک گئے، پھر ایک مدت تک پابہ زنجیر ہو کر زندگی گذاری اور دیکھتے دیکھتے اس کی سلطنتوں کا سقوط شروع ہو گیا، اور تاریخ نے ایک انقلابی کروٹ لی تو حاکم قوم محکوم اور محکوم قوم حاکم بن گئی۔ اے کاش! امت اپنی اس سیاسی ہزیمت کا بروقت ادراک کر لیتی اور اپنے حسن کردار سے لیس ہو کر پھر عالم کی قیادت کے لیے کھڑی ہو جاتی، تو آج نحوست پس وپیش نہیں منڈلاتی۔

سقوط اندلس کوئی معمولی شکست نہیں تھی، اس واقعہ نے اسلام اور عیسائیت کے مستقبل کے خدوخال واضح کر دیے تھے، جو بالآخر دو تہذیبوں کی کشمکش کا فیصلہ کن معرکہ ثابت ہوا، دراصل رہی سہی اسلامی خلافت کا مردہ جسم جسے شاہان عرب وعجم اٹھائے پھر رہے تھے، اس کی روح تو عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات پر عملاً نکل چکی تھی، تاہم امت کی اجتماعی تسلی کے لیے خلافت عثمانیہ کی لفظی تعبیر بھی کچھ کم نہ تھی، مگر سیدھی سادہ امت مسلمہ اور اس کے عیش پسند حکمراں یہودی اور عیسائی چالوں کا بروقت ادراک نہ کر سکے اور نوبت صنعتی انقلاب اور پہلی ودوسری جنگ عظیم تک پہونچ گئی، اور نتیجتاً اسلام دشمن قوتوں نے بکھری ہوئی طاقتوں کو اپنا حلیف بنا کر بڑی حکمت عملی سے اسلام کے عالمی سیاسی نظام کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد دنیا کی بڑی طاقتوں نے ایک لانبے ہوم ورک کے بعد ایک ایسے بین الاقوامی سیاسی نظام کا آغاز کیا جس میں اسلامی نظام سیاست کو دانستہ طور پر ہمیشہ کے لیے کنارے کر دیا گیا، بڑی دانشمندی اور طویل منصوبہ بندی کے ساتھ دنیا کا سیاسی ڈھانچہ تیار کیا گیا، اس کے تحفظات کے لیے مختلف عنوان کی عالمی مجلسیں قائم کی گئیں، بین المما لک رابطے کے نئے اصول اور ضابطے متعین کیے گئے اور حقوق انسانی کی نئی تشریحات بیان کی گئیں، اقوام عالم اور عالمی برادری کو سیاسی اور جغرافیائی طور پر مربوط رکھنے کے نئے نئے قواعد وضع کیے گئے، اور یہ سب ایک خاص پس منظر میں ترتیب پایا، اس لیے کہ ایک جانب اگر بعض مما لک کی ظالمانہ قوتوں سے پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں بڑے پیمانے پر انسانی جانوں کا نقصان سامنے تھا تو دوسری جانب لیڈ کرنے والی اہم طاقتوں کے سامنے اسلامی تہذیب وسیاست کا شاندار ماضی بھی ان کے مستقبل کے لیے خطرے کا باعث تھا، جسے انہوں نے پورے شعور کے ساتھ ختم کرنے کی پوری کوشش کی، اس طرح آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر بیسویں صدی عیسوی تک ایک عظیم کشمکش کے ساتھ ایک آفاقی امت کا حاشیہ پر آ جانا اور عیسائی وصیہونی طاقتوں کا ان کے حلیف مما لک کے حکیمانہ تعاون سے عالمی سیاست کے مرکز پر قابض ہو جانا تاریخ عالم کا مرکزی موضوع ہے، جسے امت کے زندہ لوگوں کو ہمیشہ اپنے غور وفکر کے میز پر رکھنا چاہئے۔ شاید کہ عالمی طاقتوں نے ایک عظیم مقصد اور ہدف کے لیے جب عالم پر اقدامی سیاست کا آغاز کیا تھا، تو اس وقت پوری ملت اسلامیہ مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب خواب غفلت میں تھی، اور اس کے خاکستر میں کوئی ایسا مطلوب شرارہ موجود نہیں تھا جو بروقت ان کے تعمیر ہونے والے خرمن کو جلا دیتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امت ربانی نعمتوں سے مالا مال ہے، اسکے پاس دینے کے لیے جو آسمانی تحفے ہیں، دنیا کی طاقتیں ان سے محروم ہیں، یہ دینے کے لیے ہی منتخب کی گئی ہے، اس کا اساسی اور بنیادی فرض منصبی دعوت دین، غلبۂ دین، اظہار دین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، جس سے عالمی سیاست میں ہمارا اہم رول ہو سکتا تھا، اس لحاظ سے یہ اقدامی امت ہے، بہ حیثیت امت جب تک ہم اس فریضے کی ادائیگی کے لیے تیار رہے عالمی طاقت بنے رہے، اور جوں جوں اس کا شعور کم ہوتا چلا گیا، پستی، ہزیمت وناکامی ہمارا مقدر بنتی چلی گئی۔ غالباً اس اسلامی رکن رکین کے علاوہ دیگر ارکان ایمان واسلام اور عبادات پر تو توجہ رہی مگر من حیث الامۃ اجتماعی طور پر جس صدی سے ہم اپنے اظہار دین کے فریضے سے غافل ہوئے، دنیا نے ہماری نفی کر دی اور فقط اپنے وجود کی جنگ لڑنے والی قوم بن کر رہ گئے۔

حضرت مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ

حضرت مولانا عبدالقیوم مظاھری

حضرت مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی کم رمضان المبارک بوقت صبح صادق 1208ھ کو اودھ کے علاقے موضع ملانواں ضلع ہردوئی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد شاہ اہل اللہ صاحب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے مرید خاص تھے، آپ کی ولادت کی خبر جب ان کو دی گئی تو از راہ شفقت انہوں نے آپ کا تاریخی نام فضل رحمان تجویز فرمایا، آپ سکندر لودی کے زمانے کے مشہور بزرگ حضرت مصباح العاشقین کی اولاد میں تھے۔ شاہ فضل رحمٰن کا سلسلہ نسب ۲۹/ واسطوں سے ہوتا ہوا خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق سے جاملتا ہے۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

آپ بچپن ہی سے نہایت باسلیقہ باوقار اور متبع سنت تھے، لغویات اور لایعنی باتوں اور کاموں سے قطعاً الگ تھلگ رہتے تھے، ابھی آپ کی عمر صرف آٹھ برس کی ہوئی تھی کہ آپ سے شریعت کے مطابق باتیں صادر ہونا شروع ہوگئیں، اسی وجہ سے خاندان کے بڑے بوڑھے اور بستی کے عمر دراز حضرات کی نظروں میں آپ کی نہایت قدر ومنزلت تھی۔ اسی بچپن کے زمانہ میں کسی روز آپ بچوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھے کہ اچانک ایک بیل گاڑی کے پہیے کے نیچے آپ دب گئے، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ پہیہ آپ کے سر پر چل گیا ہے لیکن یہ خدا کی قدرت تھی کہ آپ بالکل محفوظ رہے صرف اتنا ہوا کہ آپ کا ایک کان کٹ گیا۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی کتب درس نظامی (فقہ، اصول وکلام) کا تکملہ مولانا نورالحق بن مولانا انوارالحق فرنگی علی سے لکھنؤ میں کیا۔ آپ نے فرمایا "ہم نے ان سے تفسیر بیضاوی وکامل قدوری اور پھر ہدایہ مکمل پڑھیں۔ اس کے بعد دہلی کا سفر اختیار فرمایا۔ جہاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے قرآن کریم حرفاً حرفاً صحاح ستہ، موطا امام مالک، موطا امام محمد، مسند امام اعظم، تفسیر قرطبی، دارمی، دار قطنی، معجم کبیر، مستدرک، جامع صغیر، قسطلانی، تفسیر کبیر، تفسیر روح البیان، تفسیر بغوی، فقہ میں فقہ اکبر، شرح فقہ اکبر کا مکمل درس لیا اور سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ جب چھ ماہ خدمت میں رہ کر آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت شاہ صاحب نے مزید قیام پر اصرار فرمایا لیکن آپ نے جواب دیا کہ میری والدہ بوڑھی ہیں، انہوں نے صرف اتنے ہی دنوں کے لئے اجازت دی تھی، لہذا میرا جانا ناگزیر ہے، چنانچہ آپ واپس آگئے، کچھ دنوں بعد آپ نے دوبارہ دہلی کا سفر کیا، دہلی میں آپ نے حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ سے بھی علم حاصل کیا۔

علمی حیثیت

علم تفسیر وحدیث کے فنی اعتبار سے آپ ماہر تھے، آپ کے تذکرہ میں ایسی بہت سی روایات ملتی ہیں کہ آیات واحادیث کی تفسیر وتوجیہ نہایت عجیب وغریب فرماتے تھے، جن سے علماء اور عوام دونوں لطف اندوز اور مستفید ہوتے، فقہی مسائل پر بھی آپ کو کافی دسترس تھی، گو آپ کتابوں کا زیادہ مطالعہ نہیں کرتے تھے، مگر مسائل پر جب بھی گفتگو ہوئی تو آپ اختلاف ائمہ اور مفتی بہ قول نیز اس کی وجہ ترجیح اس طرح بیان فرماتے کہ علماء وحاضرین مجلس دنگ رہ جاتے۔

اتباع سنت

آپ نے جتنا بھی علم حاصل کیا، عمل کے لئے حاصل کیا تھا، گویا آپ علم وعمل کے مجسمہ تھے، آپ اتباع سنت کے بڑے دلدادہ تھے، آپ کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، غرض کہ ہر ہر لمحہ اور ہر ہر گوشہ اتباع سنت سے معمور ومنور تھا، سنت کے مطابق کسی چھوٹے چھوٹے کام کو آپ بڑی اہمیت دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ مسنون دعاؤں پر آپ کو کافی عبور حاصل تھا اور ہر وقت کی دعا آپ پابندی سے پڑھا کرتے تھے، نیز کوئی کام خلاف سنت دیکھ نہ سکتے تھے بلکہ فوراً ٹوک دیا کرتے تھے، خواہ کرنے والا، کسی ہی شخصیت کا مالک ہو اور کبھی کبھی ایسے دل برداشتہ ہوتے کہ اسے مجلس ہی سے اٹھادیتے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

غرض کہ اتباع سنت آپ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی محبت تھی حتی کہ جب کوئی عربی حاضر خدمت ہوتا تو اس کی بڑی عزت وتعظیم کرتے اور محض اس لئے کہ وہ دیار حبیب سے آیا ہے، اس کی ہر تمنا پوری کرتے۔ ایک مرتبہ لکھنو تشریف لے گئے، اتفاق سے بازار جانا ہوا، ایک برتن والے کی دوکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا ایک اچھا لوٹا لاؤ، دوکاندار نے ایک اعلیٰ قسم کا بیش قیمت لوٹا نکال کر دیا، فرمایا کہ "دوسرا لاؤ" آخرکار بہت سے لوٹے نکالے گئے مگر آپ کو ایک بھی پسند نہ آیا، تب نوبت ایک پرانے لوٹے پر آئی، آپ نے اس کو فوراً پسند فرمالیا، جب قیمت کا معاملہ درپیش ہوا تو دوکاندار نے کہا کہ یہ لوٹا چونکہ خراب اور پرانا ہے اس لئے اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے، آپ نے فرمایا "تم بھولتے ہو، اس کی قیمت پانچ روپے ہے، چنانچہ آپ نے پانچ روپے دیکر خریدلیا، خدام کو تعجب ہوا، بعض لوگوں نے جب اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس لوٹے کو بہ نسبت اور لوٹوں کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قریب زیادہ ہے اس لئے اس کی قیمت جتنی بھی ہو کم ہے۔

جذب

آخر عمر میں آپ پر جذب ومستی کا عالم طاری رہتا تھا، کبھی کسی شعر پر وجد آتا تو متواتر کئی روز وجد کی کیفیت طاری رہتی، ایک دفعہ آپ کے پوتے کی شادی پر لوگ جمع ہو رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ لوگ کیوں جمع ہو رہے ہیں، لوگوں نے عرض کیا کہ آج آپ کے پوتے کی شادی ہے، پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا وہی جواب دیا گیا، فرمایا، ہاں ابھی تو ہم نے پوچھا تھا، پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا، کہا گیا کہ آپ کے پوتے کی شادی ہے، فرمایا، ہاں ابھی تو ہم نے پوچھا تھا، اچھا اب ہمیں جواب نہ دینا، بابار کوئی کہاں تک بتائے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں حضرت مولانا شاہ فضل رحمان صاحبؒ کے ہزاروں کمالات میں سے سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ باوجود اس جذب ومستی کے آپ سے کبھی کوئی ایسا فعل وعمل سرزد نہیں ہوا جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو، اور درحقیقت اس مقام پر پہونچکر اس کو کماحقہ نبھالے جانا بڑے ہی اعلی ظرف والے کا کام ہے۔

مولاناؒ کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا کہ نماز وقت سے بے وقت تو کجا مستحب وقت سے ٹلنے نہ پاتی، عموماً دیکھا اور سنا یہی جاتا ہے کہ جذب ومستی میں نماز ادا نہیں ہو پاتی مگر حضرت مولانا مرادآبادیؒ نے کبھی مستحب وقت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور پھر اس میں ایسا لطف آتا کہ جس کا ہم کو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا۔ ایک بار حضرت مولانا تھانویؒ سے ارشاد فرمایا کہ کہنے کی بات نہیں مگر تم سے کہے دیتا ہوں کہ جب میں سجدہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ پاک نے پیار کرلیا، حضرت تھانویؒ سے یہ بھی فرمایا کہ بھائی جنت کا مزہ برحق، حوض کوثر کا مزہ برحق، مگر نماز میں جو مزہ ہے کسی اور چیز میں نہیں، نیز یہ بھی فرمایا کہ دعا ہے کہ اللہ پاک قبر میں ہمیں اجازت دیدیں کہ بس نماز پڑھے جاؤ، تو بس ہم قبر میں نماز ہی پڑھا کریں گے، غرض یہ کہ آپ کی ذات شریعت وطریقت کا ایک سنگم تھی۔

بدعات سے بیزاری

آپ ہر ایسے کام کو جس کی اصل کتاب وسنت میں نہ ملتی ہو بہت برا سمجھتے تھے اور ملامت کرنے والوں کی پرواہ کئے بغیر اپنی بیزاری کا اظہار قول وعمل دونوں سے کردیا کرتے تھے، نیز اس راہ میں مصائب ومشکلات کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا کرتے تھے۔

تعزیہ سے نفرت

ابتدا میں آپ نے جس مسجد کو عبادت کے لئے منتخب فرمایا تھا اس کے بغل میں تعزیہ رکھا ہوا تھا، آپ کو بہت ناگوار ہوا، آخرکار اس میں ایک روز آگ لگادی، محلّہ اور بستی والے چونکہ تعزیہ پرستی کے دلدادہ تھے، بہت بگڑے اور آپ کے دشمن جان ہوگئے، مسجد ہی کے قریب ایک خانصاحب رہتے تھے، انہوں نے اس واقعہ کی خبر نواب صاحب کو دیدی، نواب چونکہ شیعہ تھے اس کو بہت طیش آیا، اس نے اپنی فوج (جو اس وقت ملیح آباد میں تھی) کو حکم بھیجا کہ مولانا فضل رحمان صاحب کو حراست میں لے کر پابزنجیر لکھنو بھیجو، چنانچہ دوڑ آگئی اور دشمنوں کی امداد سے آپ کو حراست میں لے کر پابہ زنجیر لکھنو بھیجا گیا، اسی درمیان خان محمد جعفر صاحب سندیلوی نے جو اس وقت گوالیار میں میر منشی تھے، نواب کو لکھا کہ حضرت مولانا تمہارے استاذ کے نواسہ ہیں اس لئے ان کو رہا کردیا جائے، چنانچہ نواب صاحب نے آپ کو رہا کردیا، اور بڑی عزت سے لکھنو سے مرادآباد واپس کردیا، ایک بار شاہ تجمل حسین بہاریؒ نے عرض کیا، حضرت تعزیہ داروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ فاسق ہیں۔

تیجہ وچہلم

ایک بار یہی مولانا بہاریؒ حاضر خدمت ہوئے، ارشاد فرمایا کہ اچھا ہوا تم آگئے، یہاں ابوداؤد شریف کا درس شروع ہوا، مولانا عبدالکریم صاحبؒ پڑھ رہے تھے، جب وہ حدیث آئی جس میں بدعتی کے متعلق آیا ہے کہ قیامت کے روز بدعتی حوض کوثر پر نہ جانے پائے گا اور فرشتہ عرض کریں گے یا رسول اللہ آپ کے بعد ان لوگوں نے آپ کے حکم کو چھوڑا تھا۔ اس پر مولانا بہاری نے عرض کیا کہ حضرت بدعت کی جزئیات بیان فرمادیجئے، مثلاً یہ کہ آپ کے بعد تیجہ چالیسواں ہوگا کہ نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا صحابہ کا یہ فعل ہرگز نہ تھا، یعنی صحابہ نے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تیجہ چالیسواں کیا اور نہ دوسرے صحابہ کرام کا، اگر شریعت میں اس فعل کی ذرہ بھر گنجائش ہوتی تو صحابہ کرام اس سے ہرگز نہ چوکتے، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

مروجہ میلاد

مروجہ میلاد کا تعلق بھی ان مسائل سے ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، اسی بنا پر حضرت شاہ فضل رحمان صاحب اس کو بھی برا اور اس کے کرنے والے کو قصوروار سمجھتے تھے، کسی نے مولانا سے عرض کیا کہ مروجہ مولود میں واہی تباہی مضامین پڑھے جاتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا ہم رب العالمین سے قیامت میں عرض کریں گے کہ الٰہی یہ تیرے حبیب کی محبت میں غلطی سے مولود پڑھا کرتے تھے، ان کے اس قصور کو معاف فرمادے۔ البتہ مطلقاً ذکر ولادت خواہ کسی نبی کا ہو صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے، چنانچہ مولانا کے ایک خلیفہ نے مولانا سے عرض کیا، حضرت میلاد جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف میں انبیاء کی پیدائش کا ذکر ہے، بس یہی مولود شریف ہے، اور یہ جائز ہے۔ مولانا شاہ عبدالکریم گنج مرادآبادی نے بیان کیا ایک جماعت آئی اور جواز مولود کو حضرت مولانا سے دریافت کرکے اجازت چاہی، حضرت مولانا نے عالم سکر وجذب میں فرمایا کہ "جائز ہے" اس پر میں نے کہا کہ حضرت یہ لوگ اس مولود کے متعلق کہتے ہیں جس میں بدعت کے آثار ہیں، مثلاً چند آدمی گلا ملا کر، گا، گا کر اشعار پڑھتے ہیں، نیز غلط صحیح روایات بیان کرتے ہیں، پھر اسمیں تمام بدعات اور ایسی قیود لازمی قرار دیتے ہیں جن کا شریعت میں پتہ نہیں، حضرت نے فرمایا کہ ایسا مولود ہرگز جائز نہیں۔

ایک وصیت

جب آپ مرض وفات میں بیمار ہوئے تو عجیب جذب ومستی کا عالم طاری رہتا تھا اکثر یہ دو اشعار پڑھا کرتے تھے

بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا — ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا

اختر جگ میں آئے ہو، کچھ دیا دھرم کا کاج کرو — یہ وقت نہیں ہاتھ آئے گا جو کرنا ہے سو آج کرو

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ نزع کے وقت حدیث پڑھی جائے تاکہ روح حدیث سنتے سنتے نکلے، چنانچہ نزع کے وقت علماء نے حدیث کی تلاوت کی اور آپ کی روح پرواز کرگئی، رحمۃ اللہ۔ غرض کہ حضرت مولانا فضل رحمان صاحبؒ ایک بے بدل عالم باعمل، ایک بلند پایہ عارف اور زبردست مصلح تھے، اللہ ان کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے۔

اہم ملکی اور عالمی خبریں

(از: محمد عادل فریدی)

اگر امت شاہ اپنے بیان میں سچے ہیں تو سٹیزن شپ ایکٹ ۲۰۰۳ء کے رولز کو تبدیل کریں: امیر شریعت

کل ہند تحریک پورے اہتمام اور اخلاص کے ساتھ چلائی جاتی رہے

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ کے این پی آر کے تعلق سے پارلیامنٹ میں دیے گئے بیان پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ امت شاہ کے بیان پر اس وقت تک بھروسہ نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ سٹیزن شپ ایکٹ ۲۰۰۳ء کے رول میں تبدیلی نہ کر دی جائے۔ خیال رہے کہ حال ہی میں امت شاہ نے پارلیامنٹ میں اپنی تقریر کے دوران کہا کہ این پی آر میں کوئی ڈاکومنٹ نہیں مانگا جائے گا، کسی کو جواب دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اگر کوئی شخص کوئی جواب نہ دینا چاہے تو وہ نہیں دے سکتا ہے۔ اور کسی بھی شہری کے نام کے آگے ''ڈی'' یعنی ڈاؤٹ فل نہیں لکھا جائے گا۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے کہا کہ امت شاہ اور وزیر اعظم نریندر مودی عوام کے درمیان اپنی باتوں کا اعتبار اور بھروسہ کھو چکے ہیں، ان دونوں کی باتوں کا جھوٹ پورے ملک کے سامنے ہے۔ اس لیے امت شاہ کے اس بیان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، خواہ انہوں نے پارلیامنٹ میں یہ بیان دیا ہو، ایک طرف تو وہ یہ بیان دے رہے ہیں کہ کسی کو جواب دینا لازمی نہیں ہے اور دوسری طرف انہیں کی پارٹی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ جو این پی آر کے سوال کا جواب نہیں دیں گے ان پر جرمانہ لگے گا اور ان کے خلاف کارروائی کی جائیگی۔ اب کوئی بھی سمجھدار آدمی آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ جب امت شاہ کے بیان کی ان کے پارٹی کے ہی وزیر اعلیٰ کے سامنے یہ حالت ہے تو اس کا آگے کیا حشر ہونے والا ہے۔

یہ بات کسی سے چھپی نہیں ہے کہ این پی آر کا عمل سٹیزن شپ ایکٹ ۲۰۰۳ء کی بنیاد پر بنائے گئے رولز کے تحت ہونا ہے، جس میں ''ڈی'' یعنی ڈاؤٹ فل بنانے کی بات اور ویری فکیشن کی بات صاف طور پر لکھی ہے۔ اگر امت شاہ اپنے بیان میں واقعی سچے ہیں تو سٹیزن شپ ایکٹ ۲۰۰۳ء کے رولز ۳، ۴، ۵ /کو بدل دیں۔ ساتھ ہی تمام غیر ضروری اور قابل اعتراض باتوں کو ختم کر کے باضابطہ این پی آر کا نیا فارمیٹ جاری کیا جائے۔ اور جب تک یہ سب نہیں ہوتا سب بیان بازیاں زبانی جمع خرچ سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔ لوگوں کو ان بیانوں سے مغالطہ میں آ کر اپنی تحریک کمزور نہیں کرنی چاہئے بلکہ اور زیادہ مضبوطی اور توانائی کے ساتھ تحریک کو اس وقت تک جاری رکھنا چاہئے جب تک حکومت کی معتبر قانونی تحریر میں ان سب چیزوں کے خاتمے کا اعلان نہ ہو جائے۔

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے کہا کہ مسلم اور غیر مسلم کی تفریق بی جے پی اور آر ایس ایس کی پالیسی ہے، یہی پالیسی سی اے اے میں کام کر رہی ہے، اور اسی پالیسی کے پیش نظر پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے ویزا کے ساتھ آنے اور زیادہ ٹھہر جانے والوں سے لی جانے والی رقم کے اسٹرکچر میں بھی فرق رکھا گیا ہے، مسلمانوں سے تین سو، چار سو اور پانچ سو امریکی ڈالر لیے جا رہے ہیں اور غیر مسلموں سے ایک سو، دو سو اور پانچ سو ہندوستانی روپئے لیے جا رہے ہیں، یہ مذہبی تفریق ہے، جو آئین ہند کے لحاظ سے غیر قانونی ہے۔

سپریم کورٹ نے بی جے پی لیڈر کو وزارتی عہدہ سے کیا برخاست

سپریم کورٹ نے منی پور میں بی جے پی کو زبردست دھچکا دیتے ہوئے اس کے ایک وزیر کو فوری اثر سے برخاست کر دیا ہے۔ اتنا ہی نہیں اس لیڈر کو ریاستی اسمبلی میں داخل ہونے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ معاملہ تھونا جم شیام کمار کے ساتھ پیش آیا ہے، جو کہ منی پور میں کانگریس کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے تھے، لیکن بعد میں بی جے پی کا دامن تھام لیا تھا۔ بی جے پی نے انھیں ریاست میں وزارتی عہدہ بھی دے دیا تھا، وہ وزیر برائے جنگلات بنائے گئے تھے، ان کے خلاف کانگریس کے کچھ اراکین اسمبلی نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ بی جے پی وزیر کے خلاف سپریم کورٹ کے ذریعہ اٹھائے گئے اس فیصلہ کو تاریخی قرار دیا جا رہا ہے اور اسے ہندوستانی عدلیہ کے اہم فیصلوں میں سے ایک شمار کیا جا رہا ہے۔ عدالت عظمیٰ نے یہ سخت فیصلہ اس لیے سنایا کیونکہ منی پور اسمبلی کے اسپیکر کو سخت ہدایت دیئے جانے کے باوجود وہ اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں لے رہے تھے۔ اسپیکر کھیم چند سنگھ کو ہدایت دیتے ہوئے عدالت نے کہا تھا کہ وہ چار ہفتوں میں وزیر کی نااہلی پر فیصلہ لیں، لیکن انھوں نے اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں لیا۔ بالآخر سپریم کورٹ نے آرٹیکل ۱۴۲/ کے تحت اپنے خصوصی اختیار کا استعمال کرتے ہوئے تھونا جم شیام کمار کو وزیر کے عہدہ سے ہٹانے کا فیصلہ سنا دیا۔ (ملت ٹائمز)

کوروناوائرس سے بچنے کے لیے ''گئو موتر'' پینے والے دو افراد بیمار، بی جے پی لیڈر گرفتار

ہندوستان میں کورونا کی دہشت دن بہ دن بڑھتی ہی جا رہی ہے اور اب صورت حال یہ ہے کہ لوگ توہم پرستی کے شکار ہونے لگے ہیں۔ خصوصاً ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ اس توہم پرستی کو خوب ہوا دے رہے ہیں اور گئو موتر یعنی گائے کے پیشاب سے کورونا وائرس ختم ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں راجدھانی دہلی سمیت کئی جگہ پر بی جے پی اور آر ایس ایس سے تعلق رکھنے والے کئی کارکنان نے ''گئو موتر پارٹی'' تک رکھ دی۔ اب خبریں سامنے آ رہی ہیں کہ مغربی بنگال کے کولکاتا میں گئو موتر پینے کی وجہ سے دو لوگ بیمار پڑ گئے اور انھیں اسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ گائے کا پیشاب پینے کا بعد بیمار ہوئے مریض نے اس کی شکایت پولس میں کر دی جس کے بعد پروگرام منعقد کرنے والے بی جے پی لیڈر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بی جے پی لیڈر نارائن چٹرجی نے ہگلی کے مشرقی ساحل کے قریب ایک غیر قانونی گئوشالہ کے پاس ''گئو ماتا'' نام سے پوجا کی ایک تقریب منعقد کی، جس میں انھوں نے کئی لوگوں کو گئو موتر پینے کے لیے کہا تھا۔ اس پارٹی میں ایک شخص نے گئو موتر کا استعمال کیا جس کے کچھ ہی دیر بعد وہ بیمار پڑ گیا، بیمار پڑنے والا شخص سویم سیوک تھا اور جب اسے الٹیاں ہونے لگیں تو اسپتال لے جایا گیا۔ بعد ازاں اس نے پولس میں بی جے پی لیڈر کے خلاف شکایت درج کرائی۔ دوسری طرف کولکاتا میں گئو موتر پینے کی وجہ سے ایک ہوم گارڈ بھی بیمار پڑ گیا، اسے بھی بی جے پی لیڈر نارائن چٹرجی نے گمراہ کر کے گئو موتر پلا دیا تھا۔ پولس نے بی جے پی لیڈر کے خلاف دفعہ 269، 278 اور 114 کے تحت معاملہ درج کر کے اسے جیل بھیج دیا ہے۔ دوسری جانب یوپی میں بھی گئو موتر پارٹی میں گائے کا پیشاب پینے والے گیارہ لوگوں کے بیمار ہونے کی خبر آئی ہے۔ (قومی آواز)

کوروناوائرس: ''آئبوپروفین'' کی جگہ ''پیراسیٹامول'' استعمال کریں: عالمی ادارہ صحت

عالمی ادارہ صحت کے ترجمان کرسچین لینڈ میئر نے پریس کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے عوام الناس کو مشورہ دیا ہے کہ جو لوگ نوول کورونا وائرس (کووڈ-19) سے متاثر ہیں انہیں چاہیے کہ درد کی صورت میں ''آئبوپروفین'' کی جگہ پیراسیٹامول کا استعمال کریں۔ ان کا کہنا تھا کہ آئبوپروفین ممکنہ طور پر نوول کورونا وائرس کے مضر اثرات کو شدید تر کر سکتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی جانب سے یہ مشورہ معتبر طبی تحقیقی جریدہ- ''دی لینسٹ ریسپائریٹری میڈیسن'' کے شمارے میں آن لائن شائع ہونے والی ایک تحقیقی رپورٹ کی بنیاد پر دیا جا رہا ہے۔ (قومی آواز)

دنیا بھر میں دس ہزار سے زائد لوگ کورونا سے جاں بحق

دنیا کے ۱۲۰/ ممالک میں پھیل چکے جان لیوا کورونا وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سے اب تک ۱۰۰۲۰/ افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں جبکہ ۲۴۴۶۸۳/ افراد متاثر ہو چکے ہیں۔ ہندستان میں بھی کورونا کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے۔ جس سے اب تک اس سے متاثرہ افراد کی تعداد ۱۹۵/ ہو گئی ہے۔ پنجاب میں کورونا سے متاثر ایک بزرگ کی جمعرات کو موت ہو گئی جس کے ساتھ ہی ملک میں اس کے قہر سے مرنے والوں کی تعداد بڑھ کر ۴/ ہو گئی ہے۔ (قومی آواز)

ریلوے نے 4000 سے زیادہ ٹرینیں اور کیٹرنگ بند کرنے کا لیا فیصلہ

کورونا وائرس کی عالمی وبا سے بچنے کے لئے ریلوے نے تاریخ میں پہلی مرتبہ غیر معمولی اقدام کرتے ہوئے اتوار ۲۲/ مارچ کو چار ہزار سے زیادہ ٹرینیں نہیں چلانے کا اعلان کیا ہے جن میں میل ایکسپریس، سپر فاسٹ، پسنجر گاڑیوں کے علاوہ لوکل ٹرینیں بھی شامل ہیں۔ ریلوے بورڈ کے ذریعہ جاری ایک ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ یہ قدم وزیر اعظم نریندر مودی کے ذریعہ عوامی کرفیو کی اپیل کے پیش نظر اٹھایا گیا ہے۔ ریلوے بورڈ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ دہلی، ممبئی، چنئی، کچھ بڑے شہروں میں لوکل ٹرینیں کم تعداد میں چلائی جائیں گی، پوری طرح بند نہیں کی جائیں گی۔ لیکن کون کون سی ٹرینیں رد ہوں گی یہ زونل ریلوے مقامی صورت حال اور ضرورت کی بنیاد پر طے کرے گی۔ ریلوے کے اس فیصلے سے ۲۴۰۰/ پسنجر، ۱۳۰۰/ میل/ ایکسپریس ٹرینیں متاثر ہوں گی۔ (قومی آواز)

کوروناوائرس سے تحفظ اور تدبیر کے ذریعہ بچیں، صفائی کا خیال رکھیں: مولانا محمد شبلی قاسمی

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں **''آؤ کورونا وائرس سے بچاؤ کا طریقہ سیکھیں''** کے عنوان پر ایک بیداری پروگرام زیر صدارت قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب منعقد ہوا۔ قائم مقام ناظم صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں کورونا وائرس سے محفوظ رہنے کی تدابیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس بیماری سے ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، تحفظ اور تدبیر اختیار کر کے ہم اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں، پاکی اور صفائی کا خیال رکھنا، گندگی سے دور رہنا اس بیماری سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے، اسلام نے بھی پاکی اور صفائی کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کو پاک صاف رکھنے کے لیے موقع بہ موقع جو ہدایتیں دی ہیں، ان پر عمل کریں، ہاتھ، منھ اور بدن کو صاف رکھیں، ناخن چھوٹے رکھیں انہیں پابندی سے تراشیں، وضو کا اہتمام کریں، ہر نماز کے وقت اچھی طرح سنت کے مطابق وضو کریں تو ہم بہت حد تک اس وائرس سے بچ سکتے ہیں، یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کی ہدایتیں حدیثوں میں موجود ہیں۔ مساجد کی صفائی کا بھی اہتمام کریں، وضو خانہ اور دیگر ایسی جگہوں کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں، جہاں لوگوں کا اجتماع رہتا ہو، ٹھنڈی چیزوں اور جگہوں پر یہ وائرس زیادہ آتے ہیں، اس لیے ٹھنڈے مشروبات کا کم سے کم استعمال کریں، گرم پانی کا استعمال کریں، دھوپ میں تھوڑی دیر بیٹھنے کی پابندی کرنے سے بھی اس وائرس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف رجوع کریں دعاؤں کا اہتمام کریں کیوں کہ اصل شفا دینے والی ذات تو خدائے پاک کی ذات ہے۔ افتتاحی کلمات کہتے ہوئے اسپتال کے سکریٹری مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے اسپتال کا تعارف کرایا، یہاں کے ڈاکٹروں اور ان کی خدمات کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ۱۹۸۷ء سے امارت شرعیہ کا یہ اسپتال حفظان صحت کے میدان میں سرگرم عمل ہے اور بالکل معمولی خرچے پر غریبوں اور ضرورت مندوں کو علاج کی سہولت مہیا کراتا ہے۔ اور اس طرح کی ناگہانی حالت میں انسانی خدمت کے لیے امارت شرعیہ اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پھلواری شریف کے بی ڈی او جناب ظفر الدین صاحب نے بھی اس وائرس سے بچنے کی تدبیروں کو بیان کیا، انہوں نے کہا کہ حکومت بہار پوری طرح اس وائرس پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اس کی کوشش ہے کہ بہار میں یہ وبا زیادہ نہ پھیل سکے، اس کے لیے پورے صوبہ میں بیداری پیدا کی جا رہی ہے، ہمارا مقصد ہے کہ امارت شرعیہ کے واسطے سے صوبے کے گھر گھر بیداری کا پیغام پہونچے تاکہ لوگ احتیاطی تدابیر اختیار کر کے اس وائرس سے بچ سکیں۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے نمائندے مرتیجئے منترا اور ڈاکٹر ششی سی ایچ سی پھلواری شریف نے تفصیل سے احتیاطی تدابیر بیان کیں، انہوں نے کہا کہ دن میں زیادہ سے زیادہ بار صابن سے اپنے ہاتھوں کو دھوئیں، وائرس سے متاثر آدمی کے پاس جائیں تو کم از کم تین ہاتھ دور رہیں، ماسک پہنیں، عام حالت میں ماسک پہننا ضروری نہیں ہے، اگر علامتیں ظاہر ہوں تو بیماری کو چھپائیں نہیں فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ کی جگہ پر جانے سے پرہیز کریں، سینیٹائزر کا استعمال کریں، اپنے آس پاس صفائی کا خیال رکھیں، گندگی سے دور رہیں وغیرہ وغیرہ۔ آخر میں یہ پروگرام مولانا عبد الجلیل قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ کی دعا پر ختم ہو گیا۔

طب وسائنس

کورونا وائرس

کرونا وائرس سے چین سمیت مختلف ممالک میں ہونے والی سیکڑوں ہلاکتوں کے بعد دُنیا بھر میں ماہرین صحت اس وائرس سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے مشورے دے رہے ہیں۔

کرونا وائرس کی علامات کیا ہیں؟

کرونا وائرس کی علامات عام فلو کی طرح ہی ہیں۔ ماہرین صحت کے مطابق بخار، کھانسی، زکام، سردرد، سانس لینے میں دُشواری کرونا وائرس کی ابتدائی علامات ہوسکتی ہیں۔لیکن ضروری نہیں کہ ایسی تمام علامات رکھنے والا مریض کرونا وائرس کا ہی شکار ہو۔البتہ متاثرہ ممالک سے آنے والے مسافروں یا مشتبہ مریضوں سے میل جول رکھنے والے افراد میں اس وائرس کی منتقلی کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔اگر بیماری شدت اختیار کر جائے تو مریض کو نمونیہ ہوسکتا ہے۔اور اگر نمونیہ بگڑ جائے تو مریض کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ماہرین صحت کے مطابق انفیکشن سے لے کر علامات ظاہر ہونے تک ۱۴؍روز لگ سکتے ہیں۔لہٰذا ایسے مریضوں میں وائرس کی تصدیق کے لیے انہیں الگ تھلگ رکھا جاتا ہے۔

یہ وائرس کیسے پھیلتا ہے ؟

صحت مند افراد جب کرونا وائرس کے مریض سے ہاتھ ملاتے ہیں یا گلے ملتے ہیں تو یہ وائرس ہاتھ اور سانس کے ذریعے انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے ۔طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ وائرس انتہائی سرعت کے ساتھ ایک انسان سے دوسرے انسان میں منتقل ہو جاتا ہے ۔لہٰذا اس وائرس میں مبتلا مریضوں کا علاج کرنے والے طبی عملے کو بھی انتہائی سخت حفاظی اقدامات کرنا پڑتے ہیں۔ یہ آپ کے پھیپھڑوں کو متاثر کرتا ہے اور اِس سے بخار، کھانسی اور سانس میں دِقت جیسی علامات ظاہر ہوتی ہیں، وائرس آپ کے جسم میں جانے کے بعد یہ علامات ۲؍سے ۱۴؍دن میں ظاہر ہوتی ہیں اور یہی بات اِس وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے میں ایک بڑا چیلنج ہے۔

کرونا وائرس سے کیسے بچا جا سکتا ہے ؟

ہم سب کے لیے اِس وقت سب سے اہم کام یہ ہے کہ ہم حفاظتی تدابیر پر عمل کریں، آپ حیران ہوں گے لیکن اپنے آپ کو اِس وائرس سے بچانے کے لیے کوئی خاص محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بنیادی حفاظتی تدابیر اختیار کر کے ہی ہم اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو اِس سے محفوظ بنا سکتے ہیں۔ماہرین صحت کے مطابق باقاعدگی سے ہاتھ دھونا، ماسک کا استعمال، کھانسی اور چھینک کے وقت ٹشو پیپر یا رومال کا استعمال یا عدم دستیابی کی صورت میں کہنی سے ناک کو ڈھانپ لینا اس وائرس سے انسان کو محفوظ بناتا ہے۔ کرونا وائرس کے مشتبہ مریض سے بغیر حفاظتی اقدامات یعنی دستانے یا ماسک پہنے بغیر ملنے سے گریز کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ماہرین کے مطابق گوشت اور انڈوں کو اچھی طرح پکانا بھی حفاظتی تدابیر میں شامل ہے۔نزلہ اور زکام کی صورت میں پرہجوم مقامات پر جانے سے اجتناب اور ڈاکٹر سے تفصیلی طبی معائنہ کرانا بھی اس مرض سے بچاؤ کے لیے فائدہ مند ہے۔

کرونا وائرس سے کیسے بچا جائے :

صابن سے بار بار ہاتھ دھوتے رہیں، ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ وضو کرتے رہنے سے یہ مرض آپ کے قریب بھی نہیں آئے گا۔ کھانا پکانے سے قبل اور بعد میں ہاتھوں کو اچھی طرح سے دھوئیں۔ کھانا مکمل طور پر پکائیں۔ پانی ابال کر زیادہ سے زیادہ پیئں۔سردی اور زکام کے مریضوں سے دور رہیں۔ پالتو جانوروں سے دور رہیں۔ کسی کی بھی آنکھ ، چہرے اور منہ کو مت چھوئیں۔ وائرس میں مبتلا افراد اینٹی بائیوٹک ادویات کے استعمال سے گریز کریں۔وائرس میں مبتلا افراد کی استعمال شدہ چیزوں کو استعمال سے بچنا ضروری ہے ۔ فلو وائرس میں مبتلا افراد رومال اور ماسک کا استعمال ضرور کریں۔

کیا کرونا وائرس قابل علاج ہے ؟

کرونا وائرس کے لیے عالمی سطح پر ویکسین کی تیاری پر کام جاری ہے۔کیوں کہ یہ نیا وائرس ہے لہٰذا فی الحال اس کا علاج روایتی طریقوں سے کیا جا رہا ہے۔ادویات کے ذریعے مریض کے مدافعتی نظام کو فعال رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔تاکہ مدافعتی نظام ہی وائرس کا مقابلہ کر لے اور مریض صحت یاب ہو جائے۔البتہ ماہرین صحت توقع ظاہر کر رہے ہیں کہ اس سال کے اختتام تک وائرس کی اس نئی قسم کے سدباب کے لیے ویکسین دریافت ہو جائے گی۔تاہم اس سے قبل اس خطرے سے نمٹنے کے لیے طبی ماہرین روایتی طریقہ علاج کو ہی فوقیت دے رہے ہیں۔ماہرین کے مطابق جن افراد کا مدافعتی نظام کمزور ہوتا ہے۔اُنہیں یہ وائرس زیادہ متاثر کرسکتا ہے۔ البتہ اس وائرس سے اموات کی شرح بہت کم ہے۔البتہ یہ بہت تیزی سے پھیلتا ہے۔بالخصوص بوڑھے افراد یا وہ لوگ جو پہلے ہی کسی بیماری میں مبتلا ہوں، کے لیے یہ مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔

کرونا وائرس کس حد تک خطرناک ہے ؟

ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ یہ وائرس کی ایک نئی قسم ہے۔ لہٰذا حاصل شدہ معلومات میں کمی کے باعث اس حوالے سے افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔البتہ، ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ حالیہ جائزوں کے مطابق کرونا وائرس سے ہلاکتوں کی شرح محض دو سے تین فی صد ہے۔جو دیگر وبائی امراض مثلاً برڈ فلو ۴۰؍فی صد، زیکا وائرس ۳۵؍فی صد اور ایبولا وائرس جس میں اموات کی شرح ۴۰؍فی صد ہے کہ مقابلے میں بہت کم ہے۔عالمی ادارہ صحت نے تاحال اسے عالمی وبائی مرض قرار نہیں دیا۔لیکن بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ جس تیزی سے یہ وائرس دُنیا کے مختلف ملکوں میں پھیل چکا ہے۔خدشہ یہی ہے کہ ڈبلیو ایچ او اسے وبائی مرض قرار دے سکتا ہے۔(بشکریہ وائس آف امریکہ)

ہفتۂ رفتہ | **راشد العزیری ندوی**

کرونا وائرس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں: حضرت امیر شریعت

جامعہ رحمانی کے اساتذہ کارکنان اور طلبہ میں احتیاطی تدبیر جاری

اس وقت پوری دنیا انتہائی مہلک اور جان لیوا بیماری ’’کرونا وائرس‘‘ سے دوچار ہے اور ہر شخص خوف میں مبتلا ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے اگر کسی کو ہوگئی تو اکثر اسکی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ یہ جان لیوا بیماری چین کے ایک شہر سے شروع ہوکر آہستہ آہستہ پوری دنیا کو اپنے لپیٹ میں لے لیا ہے اور اب تک سیکڑوں لوگ اپنی جان گنوا چکے ہیں، اس بیماری کا اثر بھارت میں بھی محسوس کیا جا رہا ہے اور سرکاری طور پر اس سے احتیاط و پرہیز کی تدبیریں جاری کی جارہی ہیں۔ اس پھیلی ہوئی بیماری کے سلسلہ میں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے فرمایا ہے کہ اس وقت جو کرونا وائرس پھیلا ہوا ہے، اس سے گھبرانے اور ڈرنے کی ضروت نہیں ہے، اسکے لئے احتیاط و پرہیز کی ضرورت ہے اور ڈاکٹروں نے اس سے بچنے کے سلسلہ میں جو تاکید کی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے اور اس مشکل وقت میں اللہ تعالی سے مدد مانگنی چاہئے، نمازوں کی پابندی کی جائے، درود اور استغفار کا ورد کرنا چاہئے اور اللہ سے مانگنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم و کرم فرمائے اور اس مہلک وائرس سے محفوظ و مامون فرمائے۔آمین، مشہور دینی اور علمی ادارہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے اساتذہ کارکنان اور طلبہ میں احتیاطی تدبیر جاری ہے، یہاں صفائی کا اہتمام پورے طور پر ہو رہا ہے، جگہ جگہ ہاتھ دھونے کیلئے لائف بوائے صابن اور ہینڈ واش شیمپو کا بڑی مقدار میں اہتمام کیا گیا ہے، اور مصافحہ کرنے میں احتیاط کرنے کی ہدایت جاری کی گئی ہے۔چائنیز کھانے کی چیزیں بازار میں تیار کی گئی غذائیں اور مشروبات سے پورے طور پر بچنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر کی ہدایت پر ایک دوا بھی استعمال کی جارہی ہے جس کا نام یہ ہے۔ARSENICUM ALB-200 جرمنی کی یہ دوا ایک ایک بوند تین دنوں تک صبح وشام، جامعہ رحمانی کے طلبہ اساتذہ اور کارکنوں کو استعمال کرائی جارہی ہے، اسکے بعد ہفتہ میں ایک دن صبح وشام ایک ایک بوند تین ہفتوں تک استعمال کرائی جائیگی۔

ریلوے ٹکٹ ایجنٹ کا نظام ختم ہوگا: پیوش

حکومت نے ریلوے ٹکٹوں کی کالا بازاری کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے ٹکٹ بکنگ ایجنٹوں کی تقرری نظام ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور مسافر اپنے موبائل فون، نجی کمپیوٹر سے یا پھر کامن سروس سنٹر سے ٹکٹ بک کراسکیں گے۔وزیر ریلوے پیوش گوئل نے لوک سبھا میں عام بجٹ 2020-21 کے تحت ریلوے کی وزارت کی مطالبات پر ہوئی بحث کا جواب دینے کے دوران یہ اعلان کیا۔مسٹر گوئل نے کہا کہ ریلوے ٹکٹوں کی کالا بازاری پر لگام لگانے کے مقصد سے انہوں نے ایسے ایجنٹوں کے خلاف ایک باریکی سے جانچ پڑتال کے بعد یہ مہم شروع کی۔ریلوے کے 'تتکال ٹکٹ' کو بک کرنے والے غیر قانونی سافٹ ویئروں کو پکڑا ہے اور دلالوں کے خلاف کارروائی کی ہے۔سافٹ ویئر فروخت کرنے والے 104 لوگوں اور 5,300 دلالوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔884 وینڈروں کو بلیک لسٹ میں ڈالا گیا ہے۔ریلوے کے وزیر نے کہا کہ حکومت نے اس پورے گورکھ دھندے کے پیش نظر ایجنٹوں کی تقرری بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔آج کل سب کے پاس اسمارٹ فون ہوتے ہیں۔لوگ اپنے فون سے بکنگ کرسکتے ہیں۔حکومت کے کامن سروس سنٹروں سے بھی ٹکٹ بک کرایا جاسکتا ہے۔انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ گارنٹی والے ٹکٹوں کے جھانسے میں نہ آئیں اور ایمانداری سے ٹکٹ خریدیں۔(یواین آئی)

ہری ونش، رام ناتھ، ویویک، پریم چند اور امریندر دھاری راجیہ سبھا کیلئے بلا مقابلہ منتخب

بہار سے راجیہ سبھا کیلئے قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) کے تین اور راشٹریہ جنتا دل (آر جے ڈی) کے دو امیدواروں کو بلا مقابلہ منتخب کیا گیا۔اسمبلی کے سکریٹری اور الیکشن افسر بٹیشور ناتھ پانڈے نے نام واپسی کی مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد این ڈی اے کی حلیف جنتا دل یونائیٹڈ (جے ڈی یو) کے مسٹر ہری ونش اور مسٹر رام ناتھ ٹھاکر، بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے مسٹر ویویک ٹھاکر اور آر جے ڈی کے مسٹر پریم چند گپتا اور مسٹر امریندر دھاری سنگھ کو بلا مقابلہ منتخب قرار دیتے ہوئے جیت کا سرٹیفکٹ دیا۔بی جے پی کے مسٹر ٹھاکر اور آر جے ڈی کے مسٹر سنگھ پہلی بار راجیہ سبھا پہنچے ہیں۔

انسان کی حیثیت وائرس کے سامنے کمتر: جسٹس مشرا

ملک میں تیزی سے پھیلنے والے کورونا وائرس پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے کہا کہ ہم جدید ترین اسلحہ بنا سکتے ہیں لیکن وائرس سے لڑ نہیں سکتے۔جسٹس ارون مشرا کی سربراہی میں ڈویزن بینچ نے اس پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہر 100 سال میں اس طرح کی وبا پھیلتی ہے۔انسان کی حیثیت ان وائرس کے سامنے کمتر پڑ جاتی ہے، انہوں نے ایک سماعت کے دوران عدالت میں وکیلوں کے ہجوم سے متعلق یہ تبصرہ کیا۔کل یگ میں ہم اس وائرس سے لڑ نہیں سکتے، ہمیں اپنی سطح پر اس سے لڑنے کی ضرورت ہے۔

واقعۂ معراج: سیرت کا اہم باب

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

انسان کو اللہ رب العزت نے مٹی سے پیدا کیا، اسے نوری مخلوق فرشتوں پر فوقیت دیا، آتشیں مخلوق جنات بھی اس خاکی انسان کی عظمت کو نہیں پا سکے، اللہ رب العزت نے بنی آدم کو مکرم بنایا، باعزت و باعظمت بنایا، تخلیقی اعتبار سے اسے ساری مخلوقات میں ممتاز کیا اور اس کی تخلیق کو خود ہی اللہ نے احسن تقویم سے تعبیر کیا یعنی انسان کو اچھے سانچے میں ڈھالا، اس کے اندر ظاہری اور باطنی ایسی ایسی خوبیاں جمع کر دیں، جس کی وجہ سے وہ فرشتوں سے سبقت لے گیا اور مسجود ملائک قرار پایا۔

ماہ وسال گذرتے گیے، انبیاء ورسل آتے رہے، جاتے رہے، مدت ختم ہوتی رہی، لوگ گم گشتہ راہ ہوتے رہے، انسانیت سسکتی رہی، ظلم وستم نے اپنے دست وبازو پھیلائے، کعبۃ اللہ بتوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا، عورتوں کی عزت سر بازار نیلام ہونے لگی، اور لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی رہیں، کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جسے شیاطین نے انسان تک نہ پہونچا دیا ہو اور لوگ اس میں مبتلا نہ ہوئے ہوں، ایسے میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم پھر سے لے جانے کے لئے آقا ومولا فخر موجودات، سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ نے لوگوں میں اسلام کی دعوت کا کام شروع کیا، اپنے بھی بے گانے ہو گئے اور بیگانوں کی بیگانگی نے ساری سرحدیں توڑ دیں، نت نئے اور نوع بنوع مظالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء پر توڑے گئے، جسم اطہر پر او جھڑ ڈالی گئی، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا، ان مصائب وآلام اور آزمائش کے ساتھ دعوت کا کام جاری رہا، آپ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے طائف گئے، وہاں کے اوباشوں نے آپ پر پتھر کی بارش کر دی، پائے مبارک لہولہان ہو گئے، زخموں سے چور جب آپ بیٹھ جاتے تو اوباش بچے آپ کو اٹھا دیتے اور جب چلنے لگتے تو پتھر برساتے، دل ودماغ کا منتشر ہونا لازمی تھا اور زبان مبارک پر دعاؤں کا جاری ہونا تقاضۂ بندگی، اللہ ہر حال سے واقف تھا اور محبوب کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا چاہتا تھا، اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکاون برس نو مہینے کی ہوئی اور منصب نبوت اور اعلان نبوت پر دس سال گذر گیے تو اللہ نے جیتے جاگتے، جسم وروح کے ساتھ اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا، تاریخ ۲۷/رجب کی تھی، جب آدم خاکی کو اللہ نے ایسا عروج عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا، قربت الٰہی کا وہ مقام کسی اور کے حصے میں نہیں آیا ہے، اور نہ آئے گا، سفر کے لیے تیز رفتار سواری براق فراہم کرائی گئی، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لا کر تمام انبیاء کی امامت کرائی گئی، عروج مسجد اقصیٰ سے شروع ہوا، آسمان کی سیر کرائی گئی، جنت وجہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، بدعملی کی سزا دکھائی گئی، انبیاء ورسل سے ملاقات کرائی گئی اور پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ سے بیت المعمور تک پہونچے، جبرئیل نے بھی ساتھ چھوڑا، دو نیزے اور اس سے کم کی دوری خلوت میں رہ گئی، تو اللہ رب العزت نے محبوب کو تحفے پیش کیے اور جو حکم دینا تھا، دیا، بندگی صرف رب کے کرنے کی ہدایت دی گئی، والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم سے نوازا گیا، ان کو جھڑکنے اف کہنے تک کی ممانعت کر دی گئی، ان کے لئے محبت وشفقت سے کاندھے جھکانے اور بارگاہ خداوندی میں رحمت کی دعا مانگنے کی تلقین کی گئی، قتل وزنا وعدہ خلافی، یتامیٰ کے مال پر تصرف سے دور رہنے کو کہا گیا، فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی گئی اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا، اس موقع سے سب سے بڑا تحفہ نماز کا ملا، ساری عبادتیں اسی زمین پر نازل کی گئیں اور جبریل کے ذریعہ بھیجی گئیں، لیکن نماز کا تحفہ رب نے اپنے یہاں بلا کر عطا فرمایا، اب کسی کو معراج نہیں ہوگی، لیکن مؤمن اگر اپنے اندر معراج کی کیفیت محسوس کرنا چاہتا ہے تو اسے نماز سے لو لگانا ہوگا، نماز اللہ سے سرگوشی کا بہترین ذریعہ ہے، اسی لیے نماز کو معراج المؤمنین کہا گیا؛ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں سرگوشی کی، اپنی باتیں رکھیں، امت کی فلاح کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کی سلامتی میں نیک ایمان والوں کو شامل کر لیا اسی طرح بندہ بھی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی باتیں دعاؤں کی شکل میں اللہ کے سامنے رکھتا ہے، اپنے سلام میں نیک بندوں کو شامل کرتا ہے، اللہ کی مسلسل عبادت کے نتیجے میں اس کی بندگی اس احساس کے ساتھ ہوتی ہے جیسے وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس مقام تک نہیں پہونچتا ہے تو کم از کم وہ یقین واعتماد کے اس مقام تک پہونچ جاتا ہے جہاں ہر وقت اسے خدا کی نگرانی اور اس کے دیکھنے کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، یہ مقام پہلے سے کم تر سہی، لیکن اس مقام کو بھی پالینے کے بعد گناہوں کے ارتکاب، بدعملی اور بے عملی سے انسان نجات پا جاتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور کوئی کام اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر میں نہیں کر سکتا۔

معراج کا واقعہ سادہ سا واقعہ نہیں ہے، یہ اس بات کا اعلان ہے کہ آپ نبی قبلتین ہیں اور آپ کی آمد سے صدیوں سے جاری بنی اسرائیل کی تولیت کا خاتمہ ہو گیا اور اب قیامت تک یہ مقام ومنصب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا گیا، قرآن کریم میں اس سفر کے جو مقاصد بیان کیے گیے ان میں سے ایک، آسمان وزمین کی کچھ نشانیاں دکھانی تھیں، یہ نشانیاں کیا تھیں، ہمارے پاس اس کی ترجمانی کے لیے الفاظ نہیں ہیں، کیوں کہ الفاظ کا دائرہ ہمارے محسوسات مشاہدات اور تعلقات سے آگے نہیں بڑھتا، واقعہ یہ ہے کہ عالم بالا کی نشانیاں انسانی محسوسات اور عقل وتصور سے ماوراء ہیں، اس لیے اس کی عکاسی الفاظ میں ممکن نہیں، اللہ کے فضل وتوفیق اور اس کی قدرت کاملہ سے اللہ کی ان نشانیوں کو الفاظ کا جامہ پہنا بھی دیا جائے تو انسانی دماغ، ان کے سمجھنے کے بعد قوت برداشت کہاں سے لائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ معراج کے واقعہ پر جسمانی، روحانی، بیداری اور خواب کی حالت کے حوالے سے بڑی بحثیں کی گئی ہیں، سب نے فہم وفراست کے دائرہ میں اسے دیکھا اور چونکہ معیار فہم الگ الگ ہے، اس لیے اختلافات ہوئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا، یعنی نہ تو یہ مکمل خواب تھا اور نہ یہ ایسا واقعہ تھا جسے جاگے میں دیکھا جاتا ہے، یعنی ان دونوں سے الگ حالت تھی اور انسان یا تو سوتا ہے یا جاگتا ہے، اس لیے الفاظ بھی اس کے یہاں انہیں دونوں حالات کے لیے پائے جاتے ہیں، ایک تیسری حالت جو معراج کی رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر گذری، ہمارے فہم وادراک سے بالا اور ہمارے پاس اس کی تعبیر کے لیے الفاظ نہیں ہے۔ رہ گئی بات عقل وخرد کی، تو معجزات کہتے ہی اس کو ہیں جو فطری نہ ہو، خرق عادات پر مشتمل ہو، اس کے باوجود ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ جسمانی معراج بھی عقل وخرد سے بعید نہیں ہے، کیونکہ جو اللہ آسمان، ستارے اور سیارے کو فضا میں تھام رکھنے پر قادر ہے، اس کے لیے انسانی جسم کو خلا میں لے جانے اور روشنی کی رفتار سے زیادہ تیز لے جانے میں کون سی بات خلاف عقل ہے، ہندوستان میں اس واقعہ کی یاد میں شب معراج ہر سال منایا جاتا ہے، بعض لوگ روزے رکھتے ہیں اور بعض جشن معراج نبی منعقد کرتے ہیں، جلسے جلوس کا اہتمام ہوتا ہے، ہمیں خوب یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس شب معراج کے بعد اب کوئی دوسری شب معراج نہیں آئے گی، تاریخیں آتی جاتی رہتی ہیں، لیکن اس کو اس معراج سے کیا نسبت ہے، جس رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شب معراج ہر سال نہیں آتی، صرف تاریخیں آتی ہیں، اور یہ یاد دلاتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے آدم خاکی کو کیسا عروج بخشا ہے، اقبال نے کہا

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۹/۲۰۵۳/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مظفر پور)

افسانہ خاتون بنت محمد مجیب الرحمان مقام نئی بازار روڈ داتا کمبل شاہ مزار روڈ ڈاکخانہ رمنا ضلع مظفر پور۔ فریق اول

بنام

محمد وسیم ولد شیخ نثار احمد مقام لوہاری ٹولہ مارپا طاہر ڈاکخانہ اکھتا تھانہ بیرگنیا ضلع سیتامڑھی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول افسانہ خاتون بنت محمد مجیب الرحمٰن نے آپ فریق دوم محمد وسیم ولد شیخ نثار احمد کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ جامع العلوم مظفر پور میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۲۷/شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔

واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۳/۴۸۶/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ جامعہ فلاح الدارین روہتاس)

اجمیری خاتون بنت محمد ادریس انصاری مقام بستی پور ڈاکخانہ مانک پور ضلع روہتاس۔ فریق اول

بنام

ریاض الدین ولد محمد برفاتی مقام ماہ پور بارا ڈاکخانہ برناتھو ضلع ارول۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول اجمیری خاتون بنت محمد ادریس انصاری نے آپ فریق دوم ریاض الدین کے خلاف دار القضاء جامعہ فلاح الدارین روہتاس میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/شعبان ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰/اپریل ۲۰۲۰ء روز سموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳/۲۸۴۰/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کشن گنج)

رحیمہ خاتون بنت جبل الدین مقام قصبہ دھنتولہ ڈاکخانہ دھنتولہ تھانہ اسلام پور ضلع اتر دیناجپور۔ فریق اول

بنام

محمد قربان علی ولد محمد اسلام الدین مقام سالکی ڈاکخانہ بیلوا ہاٹ تھانہ وضلع کشن گنج۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول رحیمہ خاتون بنت جبل الدین نے آپ فریق دوم محمد قربان علی ولد محمد اسلام الدین کے خلاف دار القضاء کشن گنج میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/شعبان ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲/اپریل ۲۰۲۰ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

نظام عدل کو آسان اور سہل بنانے کی کوشش کی جائے: حضرت امیر شریعت

شرعی بنیادوں پر نظام عدل کو آسان اور سہل بنانے کی ہر جہت سے کوشش کی جائے تاکہ فریقین اور مظلومین کو جلد انصاف مل سکے، اور وہ خوشگوار انداز میں پرسکون زندگی گذار سکیں اور اس کے ذریعہ ایک صالح معاشرہ کا وجود عمل میں آسکے، ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے ۱۴/مارچ کو امارت شرعیہ میں منعقد مرکزی وذیلی قضاۃ کے اجلاس میں اپنے صدارتی خطاب میں کیا، یہ اجلاس حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں بہار اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی مشرقی بنگال کے قضاۃ اور ان کے معاونین نے بڑی تعداد میں شرکت کی، حضرت نے فرمایا کہ اللہ کے فضل وکرم سے امارت شرعیہ کے دارالقضاء کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے، اور مسلمان ایمانی بنیادوں پر یہاں کے تصفیے کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور ان کی بنیاد پر شرعی زندگی گذار رہے ہیں، اس موقع پر حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ ذیلی قضاۃ اور وہاں کے مقامی نقباء کے درمیان تنظیمی رابطہ ہونا بھی ضروری ہے، تاکہ ان رابطوں کے ذریعہ امارت شرعیہ کی مضبوط نمائندگی ہوسکے، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ اکثر دیکھا یہ جارہا ہے کہ افطار وسحر کے جدول میں ایک ہی ضلع کے اوقات میں نمایاں فرق رہتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں دقتیں پیدا ہورہی ہیں اس فرق کو مٹانے کے لئے ہر ضلع کے چند نمائندہ علماء ودانشور کی نشست رکھی جائیں اور اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اس سلسلہ میں نیز تحقیق طلاق کے معاملہ پر ذیقعدہ کے کسی ہفتہ میں یہ نشست رکھی جائے اور حضرات قضاۃ پورے شرح وبسط کے ساتھ مستدل انداز میں تحقیقی مقالات بھی پیش کریں۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے فرمایا کہ امارت شرعیہ کا نظام قضاء حضرت امیر شریعت مدظلہ کی قیادت ورہنمائی میں بڑھتا اور پھیلتا جارہا ہے، ان کے چارسالہ قلیل مدت میں اب تک بارہ مقامات پر نئے ذیلی دارالقضاء قائم ہوچکے ہیں، اس طرح اس وقت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے چھیاسٹھ مقامات پر ذیلی دارالقضاء قائم ہیں۔ مولانا عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ نے فرمایا کہ اگر فریقین کے درمیان تحقیق طلاق کے مسئلہ پر اختلاف رائے ہوجائے تو ایسی صورت میں کس پہلو کو اختیار کیا جائے گا اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مولانا نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا جھارکھنڈ نے کہا کہ امارت شرعیہ کے دارالقضاء میں کافی مضبوطی آرہی ہے، جن علاقوں سے دارالقضاء کے سلسلہ میں درخواستیں موصول ہوئی ہیں ان پر جلد عمل کیا جائے۔ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت نے مرکزی وذیلی دارالقضاء کی یک سالہ کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۴۴۰ھ میں مرکزی دارالقضاء میں تین سوتریسٹھ (۳۶۳) معاملات دائر ہوئے، اس کے علاوہ ذیلی دارالقضاء کی مسلوں کی تعداد دوہزار تین سوچھیانوے (۲۳۹۶) رہی، ان میں اکثر معاملات کے تصفیے ہوگئے ہیں۔ مولانا انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت نے گذشتہ دارالقضاء کی میٹنگ میں منظور کی گئی تجاویز پر عملی پیش رفت بتائی اور کہا کہ جن مسئلہ پر تجویزیں آئی تھیں ان پر ممکن حد تک عمل کیا گیا۔ مولانا مفتی سعیدالرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا انور حسین قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت پورنیہ، مولانا شاہد صاحب قاضی شریعت دھنباد نے زیر بحث ایجنڈے پر مختلف رائے دی اور علمی مباحث میں بھرپور حصہ لیا۔ اجلاس کا آغاز جناب قاضی محمد ارشد قاسمی دارالقضاء گوگری سے ہوا۔ گذشتہ کارروائی مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت نے پڑھ کر سنائی، جس کی توثیق وتصدیق ہوئی۔ جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نذرانۂ عقیدت پیش کیا، آخر میں یہ نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

امارت شرعیہ ہندوستان میں امت مسلمہ کے لئے عظیم نعمت: مفتی وصی احمد قاسمی

امارت شرعیہ نے اپنی سوسالہ تاریخ میں افتاء وقضاء دینی، ملّی، تعلیمی، اصلاحی اور معاشرتی امور کے ساتھ مختلف جہات میں نمایاں خدمات انجام دیا ہے، اسی وجہ کر مسلمانوں کا بڑا اعتماد اس ادارہ کو حاصل ہے امارت شرعیہ کے کاموں میں مختلف اضلاع، مواضعات، اور دیہی علاقوں میں وفد امارت شرعیہ کا اصلاحی، تنظیمی اور تعارفی دورہ بھی شامل ہے اور ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں اس کے متعدد وفود کے دورے ہوتے ہیں جس کے مفید اور موثر اثرات مرتّب ہوتے ہیں، چنانچہ مذکورہ مقاصد کے پیش نظر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ کا ایک نونفری اعلیٰ سطحی وفد مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے قاضی شریعت مفتی وصی احمد قاسمی صاحب کی قیادت میں مورخہ ۱۵/مارچ سے جھارکھنڈ کے ضلع گریڈیہہ کے مختلف اور متعدد مواضعات اور مقامات کے دورہ پر ہے اس وفد کو امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف پٹنہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنی ہدایات اور رقت آمیز دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا وفد میں مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ مفتی محمد سعیدالرحمٰن قاسمی، دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون ناظم اور امارت پبلک اسکول رانچی وگریڈیہہ کے انچارج مولانا ابوالکلام شمسی، جامع مسجد کولڈیہا گریڈیہہ کے امام وخطیب مولانا صغیر احمد قاسمی، دارالقضاء امارت شرعیہ گریڈیہہ کے قاضی شریعت مفتی شمس الحق قاسمی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے مبلغین مولانا عبد القادر وحافظ شہاب الدین صاحبان شامل ہیں اس وفد کا پہلا پروگرام قبل سے طے شدہ نظام کے مطابق پندرہ مارچ کو مدرسہ تجوید القرآن الکریم ہیرا پور کھرپوکھا میں ہوا اس کے بعد اب تک ترتیب وار جامع مسجد ٹھاکر چک، مدرسہ اسلامیہ احسن العلوم کسمر جا، بروا ڈیہہ، نواٹانڑ، اونرا، چانگو سنگھیا اور جامع مسجد گلواتی میں ظاہری ومعنوی کامیابی کے ساتھ اجلاس منعقد ہوئے جن میں قائد وفد مفتی وصی احمد قاسمی نے اپنے بابصیرت خطابات میں موجودہ مشکل حالات کے تناظر میں کہا کہ حالات زندہ قوموں کو ہی پیش آتے ہیں لیکن یہ طے کر لیجئے کہ خوف وبزدلی کا شکار نہیں ہونا ہے، بلکہ جمہوری طرزوں کو اپناتے ہوئے پوری اجتماعیت اور قوت کے ساتھ مقابلہ کیجئے، ایمانی بصیرت کے ساتھ بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لے کر مضبوط تدابیر اختیار کیجئے۔ مفتی سعیدالرحمٰن قاسمی نے آبادیوں میں اتحاد واجتماعیت کی فضا قائم کرنے اور رسومات سے اجتناب کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اپنی صفوں میں مضبوط اتحاد کے بغیر مقاصد میں کامیابی کا حصول ممکن نہیں ہے انہوں نے آپسی رنجشوں کو ختم کرنے اور اکرام وشفقت کے جذبات کو بیدار کرنے کی بھی ترغیب دی، مفتی محمد انور قاسمی نے کہا کہ انسان کو ملی ہوئی دولت خواہ وہ تجارتی ہو مکان ودوکان اسی طرح جان، اہل وعیال اور عزت وعصمت اللہ کی امانتیں ہیں، جس طرح ان امانتوں میں خیانت درست نہیں ہے اسی طرح ان کے تحفظ میں بزدلی اور کوتاہی سے بچنا بھی ایمانی ذمّہ داری ہے، مولانا قمر انیس قاسمی نے امارت شرعیہ کے ہمہ جہت اور متنوع کاموں کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ملکی تاریخ میں جب کبھی ملت پر پریشان کن حالات آئے ہیں امارت شرعیہ کے اکابر نے بڑی دوراندیشی کے ساتھ ملت کی قائدانہ رہنمائی کی ہے، مولانا ابوالکلام شمسی نے بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ علم کے بغیر کامیابی اور عزت کی زندگی کا تصور ناممکن ہے، انہوں نے تعلیمی میدان پیدا ہونے والے جدید گوشوں سے استفادہ کی دعوت بھی دیا، مولانا صغیر احمد قاسمی نے دعاؤں اور وظائف کا اہتمام، معاملات کی درستگی اور نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی اور آبادیوں میں دینی فضا قائم کرنے کی تلقین کی، مفتی شمس الحق قاسمی نے اختلاف وانتشار سے بچنے اور ضرورت پڑنے پر نزاعات کو اپنے درمیان یا پھر دارالقضاء سے تصفیہ کرانے پر زور دیا، مولانا عبدالقادر اور حافظ شہاب الدین نے باری باری اجلاسوں میں نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیا۔

سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف قانونی طور پر بھی مضبوط لڑائی لڑنے کے لیے تیار رہیں: امیر شریعت

امارت شرعیہ میں وکلاء کی یک روزہ مجلس تبادلہ خیال میں ملک گیر تحریک کو اور زیادہ مضبوط و منظم کرنے کا عزم

مرکزی حکومت اپنے خاص ایجنڈے کے تحت ملک کے کمزور، پسماندہ طبقات، اقلیتی کمیونٹیوں کو پریشان کرنے کے لیے ایسے قوانین ایوانوں سے پاس کرارہی ہے، جس سے یہاں کے کمزور طبقات کو پریشان ہوکر در بدر بھٹکنے پر مجبور ہونا پڑ سکتا ہے۔ شہریت ترمیمی قانون، این پی آر اور این آر سی یہ تینوں قوانین نے ملک کے اندر اضطراب کی کیفیت پیدا کردی ہے۔ قانون داں حضرات اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ پورے طور پر تیار رہیں، تاکہ مستقبل کے خطرات اور اندیشوں کے پیش نظر اس وقت آپ کی قانونی مہارت سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے۔ ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں صوبہ وبیرون صوبہ سے تشریف لانے والے ممتاز وکلاء کے ایک اجتماع سے کیا۔ واضح ہو کہ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے متعلق بہار، جھارکھنڈ واڈیشہ کے وکلاء کی یہ یک روزہ **مجلس تبادلہ خیال** امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کی دعوت پر ۱۵/مارچ ۲۰۲۰ء روز اتوار دن کے ۱۰/بجے المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں ایکسپرٹ کے طور پر گوہاٹی ہائی کورٹ سے ایڈووکیٹ اے ایس تاپیدار اور سپریم کورٹ آف انڈیا سے ایڈووکیٹ ایم آر شمشاد صاحب نے شرکت کی۔ حضرت امیر شریعت نے مزید فرمایا کہ ہم لوگوں کا ذہن ان تینوں معاملوں میں بالکل واضح ہونا چاہیے، ۲۰۰۳ء میں جو قانونی پیچیدگی پیدا کی گئی اور اس سے جس طرح کے مسائل پیدا ہوں گے اس کے خلاف امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی نے بہت پہلے آواز اٹھائی اور اس پہلو پر پمفلیٹ شائع کر کے لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، اب آپ کو بھی اس پر نگاہ رکھنی ہے، اور خطرات سے لوگوں کو واقف کراتے رہنا ہے، حضرت امیر شریعت نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ امارت شرعیہ ملت کو کسی حال میں تنہا نہیں چھوڑ سکتی، مناسب وقت پر مناسب ہدایت ورہنمائی ہمارا فرض ہے، ابھی آپ اس قانون کے خلاف اپنی تحریکات کو منظّم ومضبوط طریقہ پر پوری توانائی کے ساتھ جاری رکھیں۔ اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے مہمانوں کا دل کی گہرائی سے استقبال بھی کیا۔ سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ جناب ایم آر شمشاد صاحب نے شہریت ترمیمی قانون سے متعلق مرحلہ وار ترمیم کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تینوں قانون ملک کے دستور اور آئین کے قطعی خلاف ہے، مرکزی حکومت اسکو ایک سیاسی ایشو بھی بنانا چاہتی ہے، اس لیے اس مسئلہ کو قانون کے ساتھ سیاسی انداز میں بھی حل کرنا ہوگا۔ گوہاٹی ہائی کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ جناب عبدالشکور صاحب تاپیدار نے آسام میں ہوئے این آر سی کے تجربات اور متعلقہ ڈاکومنٹ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں حالات سے نہ تو مایوس ہونا چاہیئے اور نہ ہی دل میں کوئی خوف اور ڈر پیدا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے وہاں کے متاثرہ افراد کے لیے قانونی پیروی اور مختلف فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہاں سپریم کورٹ کی ہدایت اور نگرانی میں این آر سی کا کام شروع ہوا تھا، پورے ملک میں کس نوعیت پر این آر سی ہوگا ابھی وہ خاکہ سامنے نہیں آیا ہے، اس لیے کسی کنفیوزن کے بغیر اپنی تحریک کو جاری رکھیں، اور ضروری کاغذات کو تیار کرلیں۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے افتتاحی کلمات میں مندوبین کرام کا خیر مقدم کیا، اور کہا کہ آپ نے اس حساس مسئلہ پر غور وفکر کے لیے وقت کو فارغ کیا ہے، میں اس کے لیے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ملک جس دور سے گذر رہا ہے، اس میں آپ جیسے ملک کا درد رکھنے والے اصحاب کی ضرورت اور ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں ہے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی قیادت میں امارت شرعیہ اس مسئلہ کے حل کے لیے مستقل طور پر فکر مند بھی ہے، آپ کے فکری آرا سے ہم لوگوں کو تقویت ملے گی، اسی لیے بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ وبنگال کے علاوہ سپریم کورٹ اور گوہاٹی ہائی کورٹ کے معزز وکلاء حضرات کو زحمت دی گئی ہے، تاکہ ان کی آرا سے بھی ہم سب کو استفادہ کا موقع مل سکے۔ اس موقع پر وکلاء حضرات نے ان قوانین کے تعلق سے مختلف طرح کے آئینی اور سماجی مسائل بھی دریافت کیے، جن کا ایکسپرٹ حضرات نے حل بتایا اور پرامن احتجاجی دھرنوں کو مزید مضبوط اور موثر بنانے پر زور دیا۔ مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اس مجلس کی نظامت کے فرائض انجام دیے، مجلس کا آغاز مولانا قاری اشفاق عالم صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا، مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے نعت شریف پیش اور صدر مجلس کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ اس مجلس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے وکلاء نے شرکت کی۔

Volume:60/70,Issue:12 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

اے مسلماں عظمت ورفعت کا ہے تو تاجدار
بزدلی اور حزن وغم کا ہو نہ جانا تم شکار
(نامعلوم)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

انسانیت کی ترقی کا مدار خدا پرستی پر

جناب ایم، آئی، ایف ،ڈی صاحب

اس وقت دنیا ایک بے چینی اور بے اطمینانی کا شکار بنی ہوئی ہے، ہرطرف پریشانی ہی پریشانی ہے، حالت کچھ اس درجہ بگڑ چکی ہے کہ اگر کوئی انسان کسی ایک الجھن سے نجات حاصل کرنا چاہے اور اس کے لئے سعی کرے تو اس سے نجات حاصل کرنا تو درکنار دس الجھنیں اور پیدا ہوکر اس کے گذشتہ سکون کو درہم برہم کردیتی ہیں، سوال یہ ہے کہ آخر پریشانیوں کا لامتناہی سلسلہ کیوں قائم ہے اور اس کے استیصال کی کوئی تدبیر ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سارے مصائب ہمارے ہاتھوں کے لائے ہوئے ہیں اور ہم ہی ان کو ختم بھی کرسکتے ہیں، مگر ہر چیز کے دفعیے کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کی بنیادی خرابی کو پرکھ کر اس برائی کو مٹایا جائے، جب اصل ٹھیک ہوجائے گی تو فرع کی اصلاح خود بخود ہوجائے گی اور جب تک ظاہری چیزوں پر نظر رہے گی تو ممکن ہے وقتی اصلاح ہوجائے مگر دائمی اصلاح ناممکن ہے اور چونکہ دنیا کی ساری طاقتیں سطحی اصلاح کی طرف مائل ہیں اسی لئے وہ باوجود لاکھ کوششوں کے معاشرہ کی درستگی سے عاجز ہیں، ہمارے لئے موجودہ معاشرہ کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی مکان کی بنیاد خراب ہوگئی ہو اور مختلف جگہ دراڑیں پڑ گئیں ہوں تو اب صرف ان دراڑوں کو بھردینا کافی نہیں ہوگا بلکہ بنیاد کو درست کرنا پڑیگا۔

اس دور کی اجتماعی خرابیوں اور فتنہ انگیزیوں سے کوئی محفوظ نہیں ہے، لیکن ذرا غور کیا جائے تو ادنیٰ تأمل سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ معاشرہ اور سوسائٹی کی تمام خرابیوں کی بنیاد نفس پرستی پر ہے، مالک مزدور سے صرف منافع حاصل کرنا چاہتا ہے، مزدور مالک کے نفع ونقصان سے غافل ہے اور صرف اپنی منفعت چاہتا ہے، اور جب بھی کسی فرد کو اپنے ان مقاصد کی برآوری میں کمی محسوس ہوتی ہے تو وہ دوسرے کے خلاف آمادۂ جنگ ہوجاتا ہے اور جب موقعہ پاتا ہے تو دوسرے کو دبا کر اپنا مقصد حاصل کرلیتا ہے اور اسی نفس پرستی کی خاطر اقتدار کی جنگ قائم ہے جس کی وجہ سے دنیا کا امن تہ وبالا ہوچکا ہے، سرمایہ دار اور غریب کی جنگ ہر ایک کے پیچھے نفس پرستی کارفرما ہے، لہذا اس دنیا کو سکون کی دولت سے آشنا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نفس پرستی کا خاتمہ کیا جائے اور یہ چیز جتنی مہلک ہے اتنا ہی اس کا دفعیہ مشکل ہے، اس کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان جو اپنی حیثیت فراموش کرکے حیوان بن گیا ہے اس کو اس کے مقصد حیات سے آگاہ کیا جائے، اب سوال صرف یہ ہے کہ انسان کا مقصد حیات کیا ہے، اور اس کے بعد اس میں انقلاب کیونکر پیدا ہوسکتا ہے، انسان کا مقصد حیات صرف خدا پرستی ہے، جیسا کہ خالق کائنات کا اعلان ہے: **وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون**

اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا کی ساری پرستیاں انسان کو نفس پرستی سے نہیں روک سکتیں، مگر انسان خدا پرستی سے بھاگتا ہے، اس لئے کہ اس میں نفس پرستی کی گنجائش نہیں اور باقی ساری پرستیاں انسان کو نفس پرستی کے لئے آزاد رکھتی ہیں اور جب خدا پرستی اس کو نفس پرستی سے روکتی ہے تو وہ خدا کی پرستش چھوڑ کر دنیا کی دوسری چیزوں کی پرستش کرنے لگتا ہے۔

بہر حال معاشرہ کی اصلاح کے لئے نفس پرستی کا خاتمہ ضروری ہے اور وہ بغیر خدا پرستی کے ناممکن ہے، اس لئے جب ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی صحیح تشخیص کرکے انسانوں کو خدا پرستی کی طرف دعوت دی تو وہ لوگ جو اس کے عزیز تھے، رشتے دار تھے، اس پر اعتماد کرتے تھے سب بلبلا اٹھے، اس کی مخالفت کے لئے صرف اسی بنیاد پر کمربستہ ہوگئے کہ یہ ایک خدا کی پرستش کی کیوں دعوت دیتا ہے اور ہر امکانی کوشش اس بات پر خرچ کی کہ اس کی آواز دبا دیں۔ اس سلسلے میں اس کو اور اس کے ماننے والوں کو اذیتیں بھی پہنچائیں اور لالچ بھی دئے، مگر اس کی ایک ہی صداتھی **قولوا لاالہ الا اللہ تفلحوا**۔

ایک خدا کی پرستش کرو اسی میں کامیابی ہے، آخر کار خدائی طاقت کے مقابلے میں سب کو سرنگوں ہونا پڑا اور دنیا نے ایک بار پھر خدا پرستی کا مشاہدہ کرکے سمجھ لیا کہ حقیقی فلاح اور اسکون اسی میں ہے، اور عرب کے نفس پرست تھوڑے عرصہ میں ایسے خدا پرست بن گئے کہ ہزاروں انسان صرف ان کو دیکھ کر ہی خدا پرستی کی طرف دوڑ پڑے اور ایسا انقلاب عظیم برپا کیا کہ جو کل تک دشمن تھے وہ آج بھائی نظر آنے لگے، ہر شخص ایک دوسرے کا خیرخواہ اور ہمدرد بن گیا، جہاں اغراض اور ذاتی منفعت کا زور تھا وہاں ایثار اور خیرخواہی کا سمندر موجیں مارنے لگا۔ اگر ہم موجودہ حالت کو بدلنا چاہتے ہیں اور صحیح معنوں میں قیام امن کے خواہاں ہیں تو آج بھی ہم کو اسی راہ پر چلنا پڑے گا اور ساری پرستشوں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پرستش کرنی ہوگی اور دنیا کو بھی اسی کی دعوت دینی ہوگی۔

خدا پرستی کوئی معمولی شئی نہیں ہے، میں یقین کے ساتھ اس کے ثبوت میں عالم انسانیت کی تاریخ کا ہر ہر ورق پیش کرسکتا ہوں کہ صرف ایک خدا پرست مشکلات کے طوفان میں ثابت قدمی سے جمارہتا ہے اور وہی ایک انسان اس پریشان دنیا کو وہ سکون واطمینان عطا کرسکتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے امن کے دعویدار حیران وششدر نظر آئیں گے اور اس کے ثبوت کے لئے عالم انسانیت کی تاریخ کے اوراق پلٹئے تو آپ دیکھیں گے کہ عالم انسانیت کی پیدائش سے آج تک یہی سلسلہ چلا آرہا ہے کہ جب دنیا میں نفس پرستی نے زور پکڑا اور اس کا غلبہ دنیا پر ہوا تو دنیا تباہی اور بربادی کی طرف تیزی سے چلنے لگی اور بسا اوقات تو دنیا کی حالت موجودہ حالات کے مقابلہ میں بہت زیادہ بدتر ہوگئی، دنیا سے امن وسکون مٹ کر صرف فساد ہی فساد پھیل گیا اور دنیا نے یقین کرلیا کہ اب سوائے بربادی اور تباہی کے کوئی عافیت کا راستہ ہے ہی نہیں، ایسے خطرناک حالات کو تبدیل کرنے والے اور دنیا کو امن وسکون بخشنے والے صرف خدا پرست ہی رہے اور ایسے نازک مواقع پر صرف ایک ہی خدا پرست نے وہ انقلاب پیدا کردیا ہے کہ دنیا آج بھی محو حیرت ہے اور اس انقلاب کے لئے جو نعرہ لگایا وہ صرف ایک ہی تھا، اسی نعرہ سے اس وقت بھی دنیا کو چین وسکون نصیب ہوا اور وہی نعرہ آج بھی دنیا کو امن اور عافیت دے سکتا ہے۔

اور وہ نعرہ!" **قولوا لاالہ الااللہ تفلحوا**" صرف ایک خدا کے پرستار ہو جاؤ، زبان حال وزبان قال سے اس کا اقرار کرو، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، یہی ایک کامیابی کا راستہ ہے، اس کے علاوہ تمام راستے تباہی کے ہیں، آؤ آج پھر اسی پرانے اصول پر عمل کرکے دنیا کو سکون بخشیں اور سب مل کر انسانیت کی فلاح کے لئے کمربستہ ہوجائیں، اگر ہم اس مشن پر چل پڑیں اور دنیا ایک بار پھر اس دعوت کو قبول کرلے تو یقیناً مشرق ،مغرب، پورب ایشیا، کالے گورے، مزدور سرمایہ دار کے سارے جھگڑے ختم ہوجائیں، اور سب انسان بھائی بھائی ہوں گے، نہ کارخانہ دار مزدور کو دبائے گا نہ مزدور کو سرمایہ دار کے خلاف آواز بلند کرنے کی ضرورت پیش آئے گی، نہ افلاس نظر آئے گا نہ غربت، نہ ظلم ہوگا نہ تشدد، نہ کوئی اونچا ہوگا نہ نیچا، سب انسان برابر ہوں گے، سب کو زندہ رہنے کا برابر حق ہوگا، باعزت صرف وہ ہوگا جو نفس پرستی چھوڑ کر سچا خدا پرست بن جائے، اور خدا کے بندوں کا خیرخواہ ہو اور ذلیل صرف وہ ہوگا جو نفس پرست ہو اور نفس کی غلامی میں تمام انسانوں کو بھلائی کی پس پشت ڈال دے اسی کا اعلان خالق کائنات کرتا ہے۔ انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اگر تم خدا پرستی پر یقین رکھتے ہو تو یقیناً تم سربلند وباعزت ہو۔

بہر حال نفس پرستی لعنت ہے، جس نے ہمیشہ دنیا کو تباہ کیا اور نفس پرست کے لئے ذلت اور رسوائی کا باعث بنی اور خدا پرستی ایک رحمت ہے جس پر چل کر عالم انسانیت نے ہمیشہ ترقی کی اور خدا پرست عزت کے بام عروج پر پہونچے، کیونکہ یہی اس کا مقصد حیات ہے اور مقصد سے منہ موڑنے کے بعد کامیابی ناممکن ہے، لہذا کامیابی کا راز اور فلاح انسانیت کا مدار صرف خدا پرستی پر ہے اور یہی مشکلات عالم کا واحد حل ہے۔ (ماہنامہ تذکرہ دیوبند ۱۹۶۱ء)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔
(مینیجر نقیب)